www.iqbalkalmati.blogspot.com

بات زندگی کی ہے

نازیہ کنول نازی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوا تھمی تھی ضرور، لیکن وہ شام جیسے سسک رہی تھی کہ زرد پتوں کی آندھیوں نے عجیب قصہ سنا دیا تھا وہ، جس کو سن کر تمام پتے سسک رہے تھے بلک رہے تھے

جانے کس سانحے کے غم میں، شجر جڑوں سے اُکھڑ چکے تھے.

بہت تلاشا تھا ہم نے تم کو

ہر ایک رستہ، ہر ایک وادی

ہر ایک پربت، ہر ایک گھاٹی

کہیں سے تیری خبر نہ آئی تو یہ کہ ہم نے بھی دل کو ٹالا۔ ہوا تھمے گی تو دیکھ لیں گے، ہم اس کو راستوں میں ڈھونڈ لیں گے مگر ہماری یہ خوش خیالی جو ہم کو برباد کر گئی تھی ہوا تھمی ضرور تھی، لیکن بڑی ہی مدت گزر چکی تھی ہمارے بالوں کے جگنوؤں میں، سفید چاندی اتر چکی تھی۔

فلک پہ تارے نہیں رہے تھے

گلاب پیارے نہیں رہے تھے

وہ جس کے دم سے تھی

دل کی بستی،

وہ لوگ سارے نہیں رہے تھے

یہ المیہ سب سے بالاتر تھا

کہ ہم،

تمہارے نہیں رہے تھے

کہ تم، ہمارے نہیں رہے تھے

ہوا تھمی تھی ضرور لیکن بڑی ہی مدت گزر چکی تھی تھکن سے بے حال جس وقت اس نے قدم گھر کی دہلیز پر رکھے، تایا کی پاٹ دار آواز اُن کی سماعتوں سے ٹکرائی

"تو کنویں کا مینڈک ہے غلام محمد، کنویں کا مینڈک، اسی کنویں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا ایک دن، کوئی واہ واہ کرنے نہیں آئے گا تجھ پر، تیری غلامی پر، اپنی عمر تو پوری کر چکا بے وقوف، اولاد کا سوچ اب... ساری عمر پڑی ہے اُن کے سامنے، کیا کیا ہے تو نے ان کے لئے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تین جوان بیٹیاں ہیں تیری، کون اس مفلسی میں رشتے لے گا ان کے؟ اپنے بیٹوں کا سوچ، باپ کے ہوتے ہوئے کیسی ذلت بھری زندگی گزار رہے ہیں، کیا قصور ہے ان کا کہ انہیں اچھی، پر آسائش زندگی نہ ملے بول!" بنا آہٹ کے وہ دو قدم آگے آئی تھی۔ نگاہ سے کچھ ہی فاصلے پر صحن کے وسط میں اس کا باپ سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کے آنسو اس کا چہرہ بھگو رہے تھے وہ ٹھٹک کر رک گئی۔

"اولاد، مرد مومن کی سب سے بڑی آزمائش ہے بھاء! چاہے تو جنتی بنادے، چاہے تو جہنمی، میں نے حق حلال کے رزق سے پالا ہے اپنے بچوں کو۔ کبھی بھوکا نہیں سونے دیا، پھر کیسی ذلت؟ غلام محمد کے بچے ہیں یہ.... محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنی غلام کے، مجھے یقین ہے، یہ کبھی دنیا و آخرت میں میری رسوائی کا سبب نہیں بنیں گے، آپ چاہتے ہیں، میں ان کی چند روزہ بہتر زندگی کے لئے آخرت کی رسوائی مول لے لوں؟ وہ وقت کہ جب اللہ تبارک وتعالی کے جلال کے سامنے سوائے میرے آقا علیہ السلام کے کسی نبی کا سر نہیں اٹھ سکے گا، اس وقت نبیوں کے سردار، رحمۃ اللعالمین، خدا کے محبوب محمد صلیاللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش سے دستبردار ہو جاؤں؟ چند فانی چیزوں کے لئے ان کی آن وشان کا سودا کر لوں؟ یہ سب کر لوں تو محشر کے روز کس منہ سے ان کی شفاعت طلب کروں گا؟ کس منہ سے سفارش کی بھیک مانگوں گا ان سے؟ شرم نہیں آئے گی مجھے ان کے سامنے سوالی بن کر

کھڑا ہوتے ہوئے؟" اسے تایا کی چنگھاڑ کے جواب میں اپنے باپ کی آنسوؤں میں ڈوبی آواز سنائی دی تھی۔ تبھی تایا پھر گرجا تھا" اوئے چپ کر۔ آخرت کا حال کس نے دیکھا ہے؟ اس وقت جو ہوگا، دیکھا جائے گا۔ اللہ بخشنے والا ہے۔ ہم شوق سے تھوڑی کر رہے ہیں یہ سب؟ مجبوری ہے۔ بیس سال ہو گئے حق حلال کی کھاتے ہوئے۔ کیا ملا؟ تو چھوڑ، یہ سب بھرے پیٹ والوں کی باتیں ہیں۔ پیٹ میں آگ لگی ہو تو کیا مذہب، کہاں کا حسب نسب؟ تو دیکھ تو رہا ہے، کیا کیا نہیں ہو رہا اس ملک میں دولت کے لئے۔ جہاں یہ سب جائیں گے، وہاں ہم بھی چلے جائیں گے۔" "آپ جا سکتے ہیں بھائی! میں اتنی سہار نہیں رکھتا۔" "نہیں رکھتے تو جاؤ بھاڑ میں۔ میری بلا سے۔" غلام محمد کے مختصر جواب پر تایا کو پھر اشتعال آیا تھا۔ "ساری عمر لوگوں کے بچوں کو نفع و نقصان کے سبق پڑھائے ہیں، کبھی اپنے ان بچوں کی طرف بھی دیکھ، وہ کیا چاہتے ہیں، ان کی کیا خواہشات ہیں؟ کہیں کا نہیں چھوڑتی یہ غربت انسان کو۔ ہر گناہ اسی کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ چار پیسے ہاتھ آ جائیں تو ہماری بھی تقدیر بدل جائے۔ ورنہ کون ایسا شخص ہے یہاں جو اپنا ایمان ہاتھ پر لئے نہ پھرتا ہو۔ موت کے بستر پر پڑا ہے تو۔ جا، جا کر کہہ دے کسی ڈاکٹر سے کہ تیرا مفت علاج کر دے۔ کیونکہ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق ہے۔ سچا پکا مسلمان ہے۔ کون سنے گا تیری؟ صرف اس حوالے سے سر آنکھوں پر بٹھائے گا تجھے؟ نہیں۔ جوتیاں ماریں گے تجھے اور دھتکار کر پیسوں کے بغیر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نکال باہر کریں گے۔ کوئی نہیں پوچھتا اس دنیا میں پیسوں کے بغیر۔ سب کی دولت کو سلام ہے۔ تجھے اتنا ہی غرور ہے اپنے ایمان پر تو جا کسی ہسپتال میں اور ایمان کا حوالہ دے کر ہو جا بھلا چنگا۔ ہو تا کیوں نہیں؟" تایا کے اشتعال پر غلام محمد کی آنکھیں مزید شدت سے آنسو لٹانے لگی تھیں جبکہ اجالا کا دل اس لمحے جیسے کسی نے پاؤں تلے لے کر مسل ڈالا تھا۔ "کسی ڈاکٹر کی کیا مجال ہے بھائی! کہ وہ مجھ سے نمانے کو بھلا چنگا کر دے۔ شفا دینے والی ذات تو میرے سوہنے رب کی ہے۔ وہی بھلا چنگا کرے گا مجھے۔ اسی کے سامنے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ سرٹیفکیٹ کی صورت کام آئے گا۔ وہی ہے بھائی! جو دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی۔ مردہ بکری کے بچے سے زیادہ حقیر اس دنیا کے لوگ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و حرمت کو کیا جانیں؟ وہ جن کے ایک اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ انہیں اپنے ایک ادنیٰ غلام کو بھلا چنگا کرنا مشکل ہے؟ یہ تو صرف آزمائش ہے بھائی! ورنہ ان کے در پر تو بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنی بادشاہی لٹا دی۔ میری تو اوقات ہی کیا ہے۔" آنسوؤں میں ڈوبا غلام محمد کا ایک ایک لفظ تایا کو بے چین کر رہا تھا۔ ان کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ غلام محمد کے منہ پر ہاتھ رکھ کر انہیں چپ کروا دیں۔ "آپ کیا سمجھتے ہیں بھائی؟ یہ لوگ جو آپ سے آپ کے ایمان کا سودا کر رہے ہیں، انہیں آپ سے ہمدردی ہے؟ وہ کہہ گیا ہے بیٹی! اس نے دنیا و آخرت میں سے دنیا چن لی ہے۔" ابا کے الفاظ

پر اجالا کو لگا جیسے اس کا دماغ سن ہو گیا ہو۔ اگر تایا اپنے دین سے پھر رہا تھا تو اسجد؟ اور یہاں آ کر اس کا دل بہت تیزی سے دھڑکا تھا۔ "میں اسجد سے بات کروں گی ابا! وہ تایا کو سمجھا دے گا۔ تو پریشان نہ ہو۔" باپ سے زیادہ خود کو تسلی دے کر وہ وہاں سے اٹھ آئی تھی۔ مگر سکون و قرار جیسے اس کا بھی رخصت ہو چکا تھا۔ غلام محمد نے اس کی تسلی پر چپ چاپ آنکھیں موند لی تھیں۔ یوں جیسے وہ کہیں محو ہو گئے ہوں۔ ان کے دماغ میں اس وقت ایک ہی شعر بار بار گونج رہا تھا۔ گنہگاروں کو جب جنت کے دروازے پہ روکیں گے

آواز آئے گی، جانے دو یہ امت ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اور آنسو تھے کہ بے تاز کے بہتے ہی چلے جا رہے تھے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

بارش مزید تیز ہو رہی تھی۔ بھاگتے بھاگتے، پھولی سانسوں کے ساتھ اچانک اسے زور کی ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل گر پڑی۔ "اللہ!" تکلیف کی شدت سے اس کی سسکاری نکل گئی تھی۔ جبکہ آنکھوں میں جیسے ریت گھس آئی۔ اس کا دوپٹہ جانے کہاں گر گیا تھا۔ تیز ہوتی بارش کی ہر بوند کے ساتھ اس کے حوصلے جیسے دم توڑ رہے تھے۔ مگر پھر بھی وہ اٹھی تھی اور اس نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے پھر بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ آبادی اب زیادہ دور نہیں رہ گئی تھی۔ پیروں میں پڑے آبلوں کی تکلیف کا احساس اسے اب ہونا شروع ہوا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا۔ بارش کے پانی میں پڑتے قدموں کی چاپ قریب آرہی تھی۔ اس نے اپنی رفتار مزید تیز کرلی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

"مصحف! بس کر یار! اور کتنی پیئے گا تو؟" وہ سب مصحف علی میر کے گھر پر جمع "موج مستی" کر رہے تھے۔ جب اسے وہسکی کا چھٹا پیگ تیار کرتے دیکھ کر شہریار نے گلاس اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ مصحف کی آنکھیں خوب سرخ ہو رہی تھیں۔ "آج نانو گھر نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تو ساری حدود و قیود ہی پھلانگ جائے۔ تھوڑا بہت ہوش قائم رکھ۔ آفٹر آل اس وقت ہمارے جانے کے بعد تجھے سارا کام بھی سنبھالنا ہے۔" وہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔ مصحف بے نیازی سے مسکرا دیا۔ "کام سنبھالتی ہے میری جوتی۔ تم سارے بندر کس مرض کی دوا ہو؟ جو گند بکھرا ہے، اسے سمیٹ کر بھی جاؤ۔" "تم بھول رہے ہو شہزادے! کہ یہ دعوت خالصتاً تمہاری طرف سے تھی۔" "سو واٹ چلو سمیٹو شاباش! نانو کو ذرا بھی پتہ چل گیا تو نکال باہر کریں گی گھر سے۔" ہاتھ چھٹے پیگ کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عین اسی لمحے گیٹ پر زوردار دستک ہوئی۔ "مارے گئے۔ لگتا ہے نانو واپس آگئیں۔
"

صرف ایک لمحے میں اس کا حال دیکھنے والا تھا۔ باقی سب جیسے اپنی جگہ فریز ہو گئے۔ "اب کیا ہو گا یار؟" شاہ میر نے لپک کر ٹی وی آف کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ جبکہ حمزہ نے میز پر پڑے لوازمات جلدی جلدی سمیٹنے شروع کر دیئے تھے۔ دستک زور و شور سے جاری تھی۔ "لگتا ہے، کسی نے مخبری کر دی ہے ہماری۔ ورنہ نانو اتنی جلدی نہیں لوٹ سکتیں۔" وہ بھی متفکر تھا۔ "خیر، میں دیکھتا ہوں۔ تم لوگ ذرا ادھر ادھر ہو جاؤ، شاباش!" کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے اس نے دائیں ہاتھ سے لباس کی شکنیں درست کیں، پھر جل تو جلال تو کا ورد کرتا گیٹ کی طرف بڑھ آیا۔ یہ بھی اچھا ہی تھا کہ چوکیدار آج چھٹی پر تھا ورنہ جانے کیا ہوتا۔ گیٹ تک آتے آتے کوئی دسویں بار پھر دستک ہوئی تھی۔ مصحف نے مزید تاخیر کے بنا جلدی سے گیٹ وا کر دیا۔ نانو کے ڈر سے اسے باہر موجود ہستی کی تصدیق کرنے کا خیال بھی نہیں آیا تھا۔ اور ادھر بارش تھی کہ پل میں اسے اچھا خاصا بھگو گئی تھی۔ گیٹ کھلتے ہی کوئی تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اور پھر جس تیزی سے وہ اندر داخل ہوا تھا، اسی تیزی سے اس نے گیٹ کو لاک بھی کیا تھا۔ "کون ہو تم؟" جونہی وہ پلٹی، مصحف کی آنکھوں میں حیرانی اتر آئی۔ جبکہ وہ بے ترتیب سانس درست کرتی وہیں گیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ "وہ وہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے خدا کا واسطہ ہے آپ کو، انہیں اندر آنے مت دینا۔" وہ نہ صرف رو رہی تھی بلکہ کانپ بھی رہی تھی۔ مصحف الجھ کر رہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گیا۔ "کون مار ڈالیں گے تمہیں؟" "وہ وہ میرے پیچھے آرہے ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے۔" وہ اب بھی رو رہی تھی۔ مصحف کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسے گیٹ کھولنے پر کسی ایسی صورت حال کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ لڑکی کے خدشے کے عین مطابق گیٹ پر اب ایک بار پھر دستک ہو رہی تھی۔ مصحف نے دیکھا، لڑکی کا چہرہ خوف سے لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔ اسی لمحے شہریار، حمزہ اور شاہ میر اس کے پیچھے آئے تھے۔" مصحف! سب ٹھیک تو ہے نا؟" "ہوں تم ذرا گیٹ کھولو اور باہر جو بھی ہو، اسے یہاں سے دفعان کرنے کی کوشش کرو۔ میں ذرا اس لڑکی سے نمٹ لوں۔" فی الحال کچھ بھی بتانے سے گریز کرتے ہوئے اس نے لڑکی کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور اندر ٹی وی لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی شکستہ قدموں سے اس کے پیچھے آئی تھی، جبکہ وہ تینوں ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے یہ سب دیکھتے رہے۔ دستک ایک مرتبہ پھر دی جا رہی تھی۔ شاہ میر نے آگے بڑھ کر گیٹ کھول دیا۔ "جی فرمایئے۔" باہر کھڑے دو صحت مند، چست و چالاک لڑکوں کو دیکھتے ہوئے اس نے تیوری چڑھائی تھی، جب ایک لڑکا آگے بڑھا۔ "ابھی جو لڑکی اس گھر میں داخل ہوئی تھی، اسے باہر نکالو۔" "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، یہاں کوئی نہیں آیا۔" "ہم نے خود دیکھا ہے اسے۔ زیادہ اسمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔" دوسرا لڑکا پیچھے سے چلایا تھا۔ شہریار کو غصہ آ گیا۔ "تم سائیڈ پر آؤ شاہ میر! میں نمٹتا ہوں ان سے۔" "نہیں

فضول میں کسی کے منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے۔" نرمی سے کہتے ہوئے اس نے گیٹ بند کرنے کی کوشش کی تھی، جب آگے کھڑے لڑکے نے گیٹ کو زوردار ٹھوکر ماری اور شاہ میر لڑکھڑا گیا۔ "تم ہمارا شکار ہڑپ نہیں کر سکتے، سمجھے؟" وہ دونوں وارننگ دیتے ہوئے اندر گھس آئے تھے۔ پیچھے کھڑے لڑکے کے ہاتھ میں پسٹل تھی۔ مصحف لڑکی سے پوچھ گچھ کا ارادہ ترک کرتا خود بھی تیزی سے باہر دوڑ آیا۔ "کیا بدتمیزی ہے؟" اسے معاملے کی سنگینی کا احساس ہو گیا تھا۔ سارا

نشہ اس لمحے جیسے ہوا ہو گیا۔ تب ہی وہ چلایا تھا۔ شاہ میر اور حمزہ اب لڑکوں سے گتھم گتھا ہو رہے تھے، جبکہ شہریار ان کے بچاؤ کی کوشش کر رہا تھا۔ "کتنے چوہے گھسا رکھے ہیں یہاں؟" پسٹل والے لڑکے نے حمزہ کے سر پر وار کیا تھا۔ تاہم اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا، مصحف نے اسے قابو کر لیا۔ "چوہے نہیں، شیر ہیں یہ شیر چوہے تو تم لوگ ہو، جو بزدلوں کی طرح گھس آئے ہو۔" "شٹ اپ!" لڑکا چلایا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی پسٹل چھیننے کی کوشش میں فائر ہو گیا جو کہ سیدھا مصحف کے دائیں بازو میں لگا وہاں فضا میں ایک نسوانی چیخ بلند ہوئی تھی اور اسی کے ساتھ شہریار اور حمزہ ان لڑکوں پر جیسے بھوکے شیر و کی طرح پل پڑے تھے۔ جبکہ شاہ میر، مصحف کو سنبھال رہا تھا۔ "میں ٹھیک ہوں۔" دایاں بازو لٹک جانے کے باوجود اس نے اپنے دوست کو تسلی دی تھی کہ ان چاروں کی جان تھی ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرے میں۔ لڑکے اچھی خاصی درگت کے بعد وہاں سے بھاگ گئے۔ تاہم حمزہ اور شہریار کو معمولی سازخمی بھی کر گئے۔ "سوری یار!" مصحف ان تینوں سے شرمندہ تھا کہ اسی کی وجہ سے اس کے دوستوں کو یہ مشکل فیس کرنا پڑی۔ تاہم وہ تینوں اسے گھور رہے تھے۔ "ایک نمبر کے احمق ہو تم۔ کیا ضرورت تھی اس شر کو گھر میں پناہ دے کر پرایا پھڈا مول لینے کی؟ پتہ تو ہے ان لڑکیوں کا، پہلے چکر چلالیتی ہیں، ماں باپ کی عزت کا سودا کر لیتی ہیں، پھر گھروں سے بھاگ کر ایسے اوباشوں کے ہاتھ لگ جاتی ہیں تو چیختی ہیں۔ ہم چاروں کو مروا دینا تھا اس فتنے نے۔" حمزہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ لڑکی کا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کر دیتا۔ مصحف خود بھی پچھتا رہا تھا۔ اگر نانو وہاں ہوتیں تو اس کی اچھی خاصی کلاس یقینی تھی۔

"چل اب اس بازو کا کچھ کروا۔ دیکھ کیسے خون رس رہا ہے۔" شاہ میر کی نظر اس کے زخمی ہاتھ پر تھی۔ شہریار تیزی سے گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ "تم ذرا اس لڑکی کا دھیان رکھنا حمزہ! ہم ابھی واپس آکر خبر لیتے ہیں اس کی۔" گیٹ سے باہر نکلتے نکلتے شہریار، حمزہ کو ہدایت کرنا نہیں بھولا تھا۔ حمزہ چپ چاپ اثبات میں سر ہلا کر گیٹ بند کرتے ہوئے ٹی وی لاؤنج میں پلٹ آیا، جہاں وہ ایک کونے میں دبکی بیٹھی شدت سے رو رہی تھی۔ "اب کیا مصیبت پڑ گئی ہے تمہیں جو یوں رو رہی ہو۔ میرے یار کو تو فائر لگوا دیا ہے، اب کیا چاہتی ہو، وہ کسی دن آکر یہاں سب کا کام تمام کر جائیں؟" اسے غصہ آیا تھا۔ لڑکی نے منہ گھٹنوں میں چھپا کر اپنی

سسکیوں کا گلا گھونٹ دیا۔ "ہونہہ پہلے جوانی قابو میں نہیں آتی۔ کوئی آگے سے ہوشیار نکل آئے تو جان بچانے کے لئے بھاگتی پھرتی ہیں اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالتی ہیں۔ میرا بس چلے تو تم جیسی ساری لڑکیوں کو سولی پر لٹکا دوں۔" وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ لڑکی نے سر گھٹنوں سے نہیں اٹھایا۔ اگلے پون گھنٹے میں مصحف لوگ واپس آگئے۔ شہریار اور شاہ میر دونوں ہی اس کے لئے متفکر تھے۔

" یہ مصیبت ابھی تک یہیں موجود ہے۔ نکال باہر کیوں نہیں کیا اسے؟" ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوتے شہریار کی چنگھاڑ پر لڑکی نے سر گھٹنوں سے اٹھایا تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ شاید اسے پکڑ کر دھکے دیتے ہوئے گھر سے نکالنے کے لئے۔ "اٹھو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اس کے سمٹنے پر وہ رک گیا تھا۔ لڑکی چپ چاپ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے سفید چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی.

کہاں جاؤں اس اندھیری طوفانی رات میں؟ جبکہ باہر لٹیرے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ اگر میں آپ کی بہن ہوتی تو کیا تب بھی آپ " "تم جیسی بہن ہوتی میری تو یہاں تک نوبت ہی نہیں آتی۔ میں پہلے ہی گلا دبا کر کام تمام کر دیتا تمہارا۔" وہ چلایا تھا۔ مصحف ایک نظر لڑکی کے ستے ہوئے چہرے پر ڈالتا خاموشی سے صوفے پر ٹک گیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"تو پھر گلا دبا کر کام تمام کر دیجئے میرا۔ ذلت کی موت سے عزت کی موت ہزار بار قبول ہے مجھے۔" لڑکی کا اعتماد شاید بحال ہو چکا تھا۔

شہریار اس کی ہٹ دھرمی پر تلملا اٹھا۔ "بہت ہوشیار سمجھتی ہو اپنے آپ کو۔ میں کیوں تم جیسی دو ٹکے کی لڑکی کا خون اپنے سر لوں؟" "دو ٹکے کی بھی نہیں ہوں۔" اس کی نفرت پر وہ چلائی تھی۔ "ایک ٹکے کی حیثیت بھی نہیں ہے میری۔ آپ میری طرف دیکھئے۔ آپ کتنے ٹکوں کے ہیں؟" وہ اب خوف کا شکار نہیں تھی۔ شہریار کے ساتھ ساتھ باقی تینوں بھی اس کی جراءت پر دنگ رہ گئے۔

"صرف ایک رات پناہ دے دیجئے اس چار دیواری میں۔ صبح کہیں نہ کہیں چلی جاؤں گی۔" اگلے ہی پل ٹون بدلی تھی اور وہ ایک نظر ان چاروں پر ڈالتی ٹی وی لاؤنج سے باہر
نکل گئی تھی۔ "یار! یہ لڑکی ہے یا کوئی بلا ہے؟" شاہ میر متفکر ہوا تھا۔ مصحف مسکرا دیا تھا۔ "مجھے تو بلا ہی لگتی ہے کوئی۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔" "کم بخت نے سارے رنگ میں بھنگ ڈال دیا۔ صبح نانو کی واپسی سے پہلے اسے یہاں سے دفعان کر دینا، نہیں تو ہم چاروں کی خیر نہیں ہے۔" شہریار تھکا تھکا سا مصحف کے برابر

جم گیا تھا۔ تب ہی حمزہ ہونٹ دباتے ہوئے بولا۔ "دفعان ہی کرنا ہے تو کیوں نہ موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ شراب موجود ہے، شباب کا انتظام قدرت نے کر دیا۔ دیکھا نہیں، کیسا غضب کا سراپا ہے اس کا۔" اس کی تجویز پر ان تینوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ "وہ ایسی لڑکی نہیں ہے۔" مصحف نے نظریں چرائی تھیں۔ "تمہیں کیسے پتہ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے؟" حمزہ کو اس کی فیور بری لگی تھی۔ "پتہ نہیں بس اسے دیکھ کر لگتا ہے، وہ ایسی لڑکی نہیں ہے۔" "واہ سبحان اللہ! ایک ہی رات میں بڑے نظر شناس ہو گئے ہو۔ جتنی مصیبت اس نے ہمیں ڈالی ہے، اس کے بعد ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم اس سے لطف اٹھائیں۔" "شٹ اپ حمزہ! وہ کسی مشکل کا شکار بھی ہو سکتی ہے۔ ہم لاکھ عیاش سہی، مگر اتنے بھی گرے ہوئے نہیں ہیں کہ پناہ دے کر کسی کو لوٹ لیں۔" "یاروں سے غداری، غیروں سے وفاداری، واہ!" شاہ میر کے ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ مصحف جھنجلا گیا۔ "بھاڑ میں جاؤ تم لوگ میری بلا سے۔

"اوکے یار! فی الحال تو گھر جا رہے ہیں۔ ورنہ میرے تو ہٹلر فادر شام کے بعد گھر سے نکلنے پر پابندی لگا دیں گے۔ تو گرم نہ ہو عیش کر۔" شاہ میر سب سے پہلے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ حمزہ اور شہریار بھی اٹھ کھڑے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئے۔" جانے کو دل تو نہیں چاہتا، پھر بھی مجبوری ہے یار! کسی بھی قسم کی کوئی گڑبڑ ہو تو فوری اطلاع دینا۔ میرا آج رات سونے کا موڈ نہیں۔"

حمزہ نے اس کا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ مصحف پلکیں موندے بے نیاز بیٹھا رہا۔

" چل اٹھ اب گیٹ لاک کر لے جا رہے ہیں ہم۔" اس بار شہریار نے صدا دی تھی۔ مصحف قطعی دل نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ باہر بارش اب تھم چکی تھی۔ اس کا دماغ جیسے رفتہ رفتہ سن ہو رہا تھا۔ کچھ تو نشے کا اثر تھا اور کچھ دوا کا۔

وہ گیٹ لاک کر کے واپس پلٹا تو لڑکی گھٹنوں میں سر دیئے وہیں برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی دکھائی دی۔ وہ اسے یکسر نظرانداز کرتا اندر چلا آیا اور کچھ ہی دیر میں شدت سے طاری ہوتی غنودگی نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

"کون ہو تم؟" بنٹر نانو کی سواری باد بہاری اگلے روز مصحف کی بے داری سے قبل ہی پہنچ گئی تھی۔ گیٹ بخار میں جلتی پھنکتی لڑکی کو کھولنا پڑا تھا، تب ہی وہ ٹھٹکی تھیں۔ " جی میں میں ایمان" گڑبڑا کر وہ محض یہ ہی جواب دے سکی۔ نانو ٹیکسی والے کو فارغ کرنے کے بعد اسے سائیڈ پر کرتی ہوئی اندر چلی آئیں۔

"کون ایمان؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟" رات وہ لڑکے جس نانو کا ذکر کرتے ہوئے ڈر رہے تھے، وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ وہی نانو ہیں اور انہیں دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں تھا کہ اب اس کی شامت آیا ہی چاہتی ہے۔ تب ہی وہ سر جھکا کر کھڑی رہی۔ " بولتی کیوں نہیں ہو؟ مجھے تو پہلے ہی شک تھا، اس لڑکے نے ضرور کہیں کوئی چکر چلا رکھا ہے، تب ہی شادی کی ہامی نہیں بھرتا۔ آج آنکھوں دیکھ کر ثبوت بھی مل گیا۔ تم لوگ کیا سمجھے، میں اچانک نہیں آ سکتی؟ یہ ہے کہاں کمبخت کا بچہ ذرا میں درگت بناؤں اس کی۔" تیز لہجے میں بولتے بولتے وہ اس کی خاموشی پر اندر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ مگر مصحف کے کمرے کی کھلی دلہیز پر قدم رکھتے ہی انہیں ایک اور جھٹکا لگا تھا۔ نظر کے سامنے ہی وہ بے ترتیب سائیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے دائیں بازو پر پٹی بندھی تھی، جس پر لگا خون صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ جیسے دہل ہی گئیں۔

" مصحف!" سارا غصہ ساری خفگی بھولتے ہوئے وہ اس کی طرف لپکی تھیں۔

گہری نیند میں سوئے مصحف کی آنکھ بمشکل ہی کھل سکی۔ " نانو! آپ کب آئیں؟"

" ابھی آئی ہوں۔ تو بتا، یہ بازو پر کیا ہوا ہے؟ " " کچھ نہیں نانو! ذرا سی چوٹ آئی ہے۔ آپ اندر کیسے آئیں؟ کیا دیوار پھلانگ کر؟" وہ حیران ہوا تھا۔ نانو سلگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گئیں۔" ہاں اس عمر میں دیواریں ہی پھلانگوائے گا تو مجھ سے نکمے!" ایک دھموکا پڑا تھا بازو پر اور وہ کراہ کر رہ گیا۔

"ہائے!" "ہائے کے بچے! وہ لڑکی بتا کون ہے جو باہر کھڑی ہے؟" "مجھ کیا پتہ کون ہے۔ ہو گی کوئی آپ کی ہوتی سوتی۔" ابھی اس کا دماغ روشن نہیں ہوا تھا۔ اچانک رات کا خیال آیا تو آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔ "وہ گئی نہیں ابھی تک؟" بے خیالی میں وہ اونچا بڑبڑا گیا تھا۔ نانو کے ہاتھ سرا لگ گیا۔

"دیکھا، میں کہتی تھی نا، کوئی چکر ہے۔ ہائے اب کیا جواب دوں گی اقصیٰ کو میں؟ وہ بے چاری تو میری آس پر ہی چار سال سے جوان بیٹی کو لے کر بیٹھی ہے۔" ان کے افسوس بھرے بیانات جاری ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مصحف بوکھلا کر رہ گیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے نانو! آپ کی قسم، میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔ آپ ہیں تو ابھی بلا کر پوچھ لیں اس سے۔" اقصیٰ خالہ کی جان بیٹی سے ہاتھ دھونے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا، تب ہی فوراً صفائی پیش کی تھی۔ مگر نانو نے اس کا قطعی یقین نہیں کیا۔

"بکواس بند کر تو جانتا نہیں تو، وہ ہمارے گھر میں کیا کر رہی ہے؟"

"مجھے کیا پتہ کیا کر رہی ہے۔ میں تو ابھی اٹھا ہوں۔ اسی سے پوچھئے نا، وہ کیا کر رہی ہے۔" وہ چاہتا تھا، لڑکی اپنی کہانی اپنی زبانی نانو کو سنا کر اپنی اور اس کی پوزیشن کلیئر کرے۔ تب ہی اس نے انہیں کچھ بھی بتانے سے احتراز کیا تھا۔ نانو اب کمرے سے باہر جا چکی تھیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہی بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اے لڑکی! ادھر آؤ۔" جارحانہ تیوروں کے ساتھ نانو کی توپوں کا رخ اس اجنبی لڑکی کی جانب مڑ چکا تھا، جو ابھی بھی اپنا وجود سمیٹے بیٹھی تھی۔ مصحف کو بے ساختہ ہی عجیب سی شرمندگی کا احساس ہوا۔ وہ ساری رات سرد موسم میں بنا کسی آنچل کے کیسے باہر بیٹھی رہی ہو گی؟

"جی۔" لڑکی کے چہرے سے ہی اس کی طبیعت کی خرابی کا پتہ چل رہا تھا۔ "کون ہو تم؟ اور یہاں اس گھر میں کیا کر رہی ہو؟" نانو خود چل کر اس لڑکی تک آئی تھیں۔ جبکہ مصحف شرمندہ سا وہیں کھڑا رہا۔

"بتایا تو ہے، میرا نام ایمان ہے۔ اور میں یہاں کیا کر رہی ہوں تو یہ ان سے پوچھئے۔ اپنے نواسے سے، جس نے اپنا نام تو دے دیا مگر کوئی مقام نہیں دیا۔" کوئی بم ہی تھا، جو مصحف اور نانو کو اپنی سماعتوں میں بلاسٹ ہوتا سنائی دیا تھا۔ نانو نہیں جانتی تھیں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس اجنبی لڑکی کے سامنے اپنے نواسے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر جس شک اور بد اعتمادی کا اظہار وہ کر کے گئی تھیں، اسی نے اس اجنبی لڑکی کو پناہ اور تحفظ کے لئے جھوٹ کی یہ راہ دکھائی تھی۔

"واٹ؟" مصعف اس کے سفید جھوٹ پر شاکڈ رہ گیا تھا۔ تبھی وہ اس کی طرف لپکا تھا۔ "یہ کیا بکواس ہے؟ میں تو جانتا بھی نہیں تمہیں۔ صاف صاف بتاؤ نانو کو کہ کون ہو تم؟ اور رات کن لڑکوں کے خوف سے یہاں اس گھر میں پناہ لی تھی تم نے؟" وہ نانو کی شکی طبیعت سے بخوبی واقف تھا، تبھی گھبرا گیا تھا۔ مگر لڑکی نے پروا نہیں کی۔ عجیب بے نیازی سے وہ اب بھی کہہ رہی تھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنے بزدل نکلو گے۔ ورنہ ماں باپ کے گھر کی دیواریں کبھی پھلانگ کر نہ آتی تمہارے لئے۔ مجھے کیا پتہ تھا، نکاح کے بعد بھی کسی کچرے کی طرح چھپاتے پھرو گے تم مجھے۔ ورنہ کبھی تمہارے ساتھ یہاں نہ آتی۔" اس کی آنکھیں اب آنسوؤں سے جھلملائی تھیں۔ نانو کا دل اس کی حالت پر پگھل گیا۔

"نری بکواس ہے یہ۔ تم نانو کے سامنے میرا امیج خراب کر رہی ہو۔ یہ صلہ دیا ہے میرے احسان کا۔ اس سے تو بہتر تھا، میں رات ہی دھکے دے کر یہاں سے نکال باہر کرتا تمہیں۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

ہاں۔ مجھ غریب، لاوارث سے نکاح کر کے احسان ہی تو کیا ہے آپ نے۔ کب تک یہ بات سب سے چھپائیں گے آپ؟ ایک نہ ایک دن تو کسی کو پتہ لگنا ہی تھا، تو پھر آج کیوں نہیں؟ نانو بھی ایک عورت ہیں۔ یہ میرے ساتھ کبھی ظلم نہیں کریں گی، مجھے یقین ہے۔" بلا کی خود اعتمادی تھی اس کے لہجے میں۔ مصعف کی عقل جواب دے گئی۔

"بند کرو یہ ڈرامہ۔ خوب سمجھ گیا ہوں میں تم جیسی آوارہ، بدچلن لڑکی کی چال۔ تم یہ ساری بکواس کر کے میری نانو کو بے وقوف بنانا چاہتی ہو، تاکہ جتنا مال یہاں اس گھر سے ہاتھ لگ سکتا ہے، اڑا کر ان رات والے عاشقوں کی مدد کر سکو۔ صحیح کہتا تھا حمزہ۔ تم شر ہو۔ تم لڑکیوں سے بھلائی کی امید رکھنا ہی بے وقوفی ہے۔" وہ جلا تھا اور جی بھر کر جلا تھا۔ لڑکی کے آنسوؤں کی روانی میں مزید شدت آ گئی۔ تبھی نانو بولی تھیں۔

"بکواس بند کرو مصعف! بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں میں تمہیں۔ یہ بچی جھوٹ نہیں بول رہی۔ یہ تم ہو جو جھوٹے ہو۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"نانو! نانو! آپ اس دو ٹکے کی آوارہ، بد چلن، اجنبی لڑکی کو اپنے نواسے پر ترجیح دے رہی ہیں؟" وہ شدت غم سے جیسے گنگ ہی تو ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ کوئی بھی لڑکی اپنی عزت کے لئے اتنی بڑی بات یونہی نہیں کہہ سکتی۔ نہ تو اتنا اچھا ہے کہ یونہی کسی کو گھر میں گھسنے دے۔" نانو بھی اپنے نام کی ایک ہی تھیں۔ وہ سر پیٹ کر رہ گیا۔

"ایک منٹ رکیں۔ میں ابھی حمزہ، شہریار، شاہ میر وغیرہ کو بلاتا ہوں۔ وہی دودھ کا دودھ، پانی کا پانی کریں گے آپ کے سامنے۔" "بس رہنے دے۔ بڑے آئے وہ جادوگر کہیں کے۔ جیسے تم، ویسے تمہارے دوست۔ میں اس بچی کو بے آسرا نہیں چھوڑ سکتی۔"

وہ واقعی رحم دل خاتون تھیں۔ ایمان نامی لڑکی کی آنکھیں تشکر کے آنسوؤں سے بھر گئیں۔ "اچھا بیٹی! اندر چلو۔" لڑکی کے حال پر دل گرفتہ ہوتی وہ ب نا مصحف کی پروا کیے اسے اندر لے گئی تھیں۔ پیچھے مصحف اپنا درد، اپنا زخم بھول کر ان تینوں کے نمبر ٹرائی کر رہا تھا جو رات بھر جاگنے کے بعد اب خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔

◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊

ان کا گھر اگرچہ پرانی طرز کا بنا ہوا تھا مگر وہ ان کے سر چھپانے کے لئے ایک بہترین ٹھکانہ تھا۔ عبداللہ صاحب نے اپنی زندگی میں ہی دونوں بیٹوں کے حصے الگ کر دیئے تھے۔ غلام عباس صاحب بڑے تھے اور ان کی کپڑے کی دکان تھی۔ جبکہ غلام محمد صاحب ان سے چھ برس چھوٹے تھے اور انہوں نے باپ کی خواہش پر دس جماعت پاس کر کے مقامی اسکول میں درس و تدریس کا پیشہ اپنا لیا تھا۔ عبداللہ صاحب مقامی مسجد کے امام تھے اور ان کی زندگی کے بہت سے سال لوگوں کی اچھائی و بھلائی کی تبلیغ کرنے میں بسر ہوئے تھے۔

یوں تو دونوں بیٹوں پر ہی ان کا رعب تھا، تاہم غلام محمد صاحب اپنے اچھے اوصاف کی ب نا پر ان کے زیادہ قریب تھے اور ان کا زیادہ وقت عبداللہ صاحب کے ساتھ ہی مسجد

میں بسر ہوتا تھا۔ ان کی ماں ایک نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ جن کے وجود کی ایک انوکھی سی خوشبو سے سارا گھر مہکتا تھا۔ عبداللہ صاحب اکثر انہیں بتاتے تھے کہ ان کی زندگی اور جوانی شادی سے پہلے بہت فضول تھی۔ زندگی میں "بھاگ بھری" کی آمد کے بعد، وہ جیسے جادوئی طریقے سے بدلتے چلے گئے۔ ایک نیک مومن عورت نے اپنی محبت اور کوششوں سے انہیں اللہ کے بہت قریب کر دیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا۔یہی وجہ تھی کہ ان کی وفات کے بعد وہ بہت زیادہ عاجز ہو گئے تھے۔ساری ساری رات مسجد میں ایک کونے میں بیٹھے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور پرسکون، خوش رہتے۔عبداللہ صاحب کی غلام محمد صاحب سے خصوصی انسیت کے باعث، غلام محمد صاحب کی کبھی اپنے چھوٹے بھائی سے نہیں بنی تھی۔وہ اپنی من مانی کرنے والے ضدی انسان تھے۔یہی وجہ تھی کہ ابھی اٹھارہ سال کے ہوئے تھے کہ ایک روز بغیر کسی کو بتائے اپنی دکان پر آنے والی ایک خوب صورت دوشیزہ سے چوری چھپے شادی کر لی۔بات زیادہ دن چھپی نہیں رہ سکی تھی۔یہی وجہ تھی کہ محلے میں بے پناہ اچھی شہرت رکھنے والے عبداللہ صاحب نے بیٹے کی اس شرم ناک حرکت کو ایسا دل پر لیا کہ پھر سنبھل ہی نہ سکے اور پندرہ روز کے اندر اندر دل کے دورے کا شکار ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔باپ کی وفات کے بعد غلام محمد صاحب دنیا سے مزید کنارہ کش ہو کر اللہ رب العزت کی پاک و بے نیاز ذات سے اور قریب ہو گئے۔ادھر غلام عباس کی شادی کو ابھی ایک سال ہی ہوا تھا کہ قدرت نے انہیں بے حد خوب صورت بیٹے سے نواز دیا۔تاہم یہ شادی زیادہ عرصے نہیں چل سکی تھی۔گھر میں روز کا معمول بنے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کا انجام بالآخر طلاق پر ہوا تھا اور یوں غلام

عباس صاحب شادی کے محض دو سال بعد بیوی کے ساتھ ساتھ بچے سے بھی محروم ہو گئے۔

غلام محمد صاحب کی شادی ان کی مرضی کے قطعی خلاف غلام عباس صاحب نے اپنی مرضی سے کی تھی۔کیونکہ دوسری بار وہ جس خاتون سے شادی کے خواہش مند تھے، ان کے گھر والے اپنی دونوں بیٹیاں ایک ہی گھر میں بیاہنے کا ارادہ رکھتے تھے۔یوں بھائی کی پسند و خوشی کو قطعی اہمیت نہ دیتے ہوئے غلام عباس صاحب نے اپنا گھر بسانے کے لئے ان کی خالص ذاتی زندگی کا فیصلہ بھی خود کر لیا اور شہناز بیگم کے ساتھ ساتھ شمشاد بیگم بھی پورے چاؤ کے ساتھ بیاہ کر اس گھر میں چلی آئیں۔غلام محمد صاحب نے دل ٹوٹنے کے باوجود صرف اپنے بھائی کا مان رکھنے کے لئے اپنی تیکھے مزاج کی گمراہ بیوی کے ساتھ نباہنے کی پوری کوشش کی اور اس کے بطن سے جنم لینے والے اپنے بچوں اجالا، عباد، ندا، حمنہ اور سعد کی بہترین پرورش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔وہ مقامی سکول میں درمیانے درجے کے استاد تھے اور اپنی پوری تنخواہ بیوی کے ہاتھ پر لا کر رکھتے تھے۔اس کے باوجود گھر میں لڑائی تھی کہ کبھی ختم نہ ہوتی تھی۔غلام عباس صاحب کے دوسری بیوی سے دو بیٹے اسجد اور ولید تھے جبکہ ایک بیٹی ماریہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھی۔ غلام محمد صاحب کی نسبت ان کے گھر میں امن تھا کیونکہ وہ بیوی اور بچوں کے حکم کے غلام تھے اور ان کی خوشی و خواہشات کے لئے جائز و ناجائز حدود ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی تھیں۔

غلام محمد صاحب کے بچوں میں اجالا اپنے نام کی طرح بے حد صاف رنگت کی حامل نہایت خوب صورت لڑکی تھی، اسی لئے اس کی پیدائش پر شہناز بیگم نے اسے اپنے بڑے بیٹے اسجد کے لئے مانگ لیا تھا۔وہ ابھی میٹرک میں تھی کہ غلام محمد صاحب ایک چھوٹے سے ایکسیڈنٹ کا شکار ہو کر ٹانگ پر چوٹ لگوا بیٹھے۔ مناسب علاج نہ ہونے کے سبب زخم بگڑتا گیا اور آہستہ آہستہ کوڑھ میں بدل گیا۔

بچے بڑے ہو رہے تھے اور حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے۔گھر میں فاقوں نے ڈیرے ڈالے تو ان کی بیوی شمشاد بیگم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور زبردستی طلاق لے کر اپنا علیحدہ گھر بسا لیا۔

ماں کے اس اقدام نے بچوں کے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالا تھا۔وہ سب باپ سے متنفر تھے۔کیونکہ شہناز بیگم اور غلام عباس صاحب نے رشتے کی اس ناکامی کا سارا ملبہ انہی پر ڈالا تھا۔اجالا کے سوا ان کے سبھی بچے، شہناز بیگم کی مٹھی میں تھے اور

انہوں نے ان کے ذہن خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔زندگی کے ایسے کٹھن حالات میں صرف "اسجد" کی ذات تھی، جو اجالا کے لئے زندگی کی واحد دلچسپی کا مرکز تھی۔اس نے پرائیویٹ ایف اے کے بعد ایک فیکٹری میں سلائی کا شعبہ جوائن کر لیا تھا۔جبکہ غلام محمد صاحب نے بھی سکول والوں کی طرف سے معذرت کے بعد اپنے گھر میں ہی بیٹھک کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا تھا اور وہاں روزمرہ استعمال کی چیزیں رکھ کر سارا سارا دن بیٹھے رہتے۔

اجالا نے جب سے ہوش سنبھالا تھا، اپنے باپ کو بے حد پرہیزگار پایا۔اکثر راتوں میں اس کی آنکھ کھلتی تو وہ جائے نماز پر بیٹھے سسکیاں بھر رہے ہوتے تھے۔اس نے کبھی انہیں حالات سے دل برداشتہ نہیں دیکھا تھا۔یوں لگتا تھا جیسے اللہ رب العزت کی پاک و بے نیاز ذات سے لو لگانے کے بعد دنیا ان کے لئے گھاس کے تنکے سے بھی زیادہ حقیر ہو کر رہ گئی تھی۔

بڑے سے بڑے نقصان پر بھی اس نے کبھی انہیں پریشان نہیں دیکھا تھا۔اور یہی بات شہناز بیگم و شمشاد بیگم کو چڑاتی تھی۔حالات ابھی ٹھیک سے سنبھلے بھی نہ تھے کہ ایک روز غلام عباس صاحب کی کپڑے کی دکان میں آگ لگ گئی اور سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا۔اسجد شہر سے باہر پڑھ رہا تھا اور ہاسٹل میں رہتا تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیچھے غلام عباس صاحب اور ان کے ملازم ہی ہوتے تھے۔تقدیر کی طرف سے اس آفت پر صبر کرنے کا حوصلہ غلام عباس صاحب اور ان کی بیوی میں نہیں تھا، یہی وجہ تھی کہ وہ راہ راست سے بھٹکنے لگے تھے۔

اسجد کا کالج میں آخری سال تھا اور اجالا اسے پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔یہی وجہ تھی کہ ان کے گھریلو حالات خراب ہونے کے بعد وہ اس کی مدد کر رہی تھی۔ اپنی ہر ضرورت سے نظریں چرا کر جتنے پیسے بھی وہ جمع کرتی، سب اسجد پر وار دیتی۔

اس کی اولین خواہش تھی کہ اسجد کا ہر خواب پورا ہو۔وہ کبھی کسی مشکل کا سامنا نہ کرے۔آخر اسجد بھی تو بچپن سے اس کا بہت خیال رکھتا آیا تھا۔اگر اجالا کی آنکھوں میں اس کے خواب تھے تو اس کی بھی جان تھی اجالا میں۔کوئی بھی خوشی یا غم ہوتا، اجالا سے جب تک شیئر نہ کر لیتا، اسے قرار نہیں ملتا تھا۔گھر سے دور رہ کر بھی اسے ہر بات کی خبر تھی۔

عباد جو اجالا سے چھوٹا، اس کی امیدوں کا واحد مرکز تھا، میٹرک کے بعد پڑھائی چھوڑ بیٹھا تھا۔گھر کے ماحول میں ٹینشن کے ساتھ ساتھ عجیب سا بدلاؤ بھی آ رہا

تھا۔تایا اور ان کی فیملی کی سرگرمیاں مشکوک ہو گئی تھیں۔اسجد کا نمبر قسمت سے ہی آن ملتا۔حمنہ اور ندا سارا سارا دن تائی کے گھر گھسی رہتیں۔

عباد بھی اکثر گھر سے غائب رہنے لگا تھا۔ایسے میں اسجد ایگزیم دے کر گھر لوٹ آیا تو اجالا خود کو مضبوط محسوس کرنے لگی۔وہ اب ملازمت کرنے کا سوچ رہا تھا۔ اور یہاں اس موڑ پر بھی اجالا کی رہنمائی اس کے ساتھ تھی۔

اسجد اس رات معمول سے کہیں زیادہ تاخیر سے گھر لوٹا تھا۔اجالا جو بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی فوراً اس کے کمرے کی طرف لپکی۔

"اسجد!"وہ شرٹ اتار رہا تھا، جب اس کی پکار پر رک گیا۔" ہوں۔" واپس پلٹتے ہوئے اس نے بہت سرسری سی نگاہ اس کے سراپے پر ڈالی تھی۔" وہ مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی۔"

"ٹھیک ہے، کرو۔""تمہیں پتہ ہے، آج تایا نے ابا سے بہت عجیب بات کی ہے۔""کیا عجیب بات کی ہے؟" "تمہیں نہیں پتہ؟" "نہیں۔"

"اسجد!تایا چاہتا ہے کہ ابا پیسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی حرمت سے منکر ہو جائیں۔وہ چاہتے ہیں کہ ابا ان لوگوں میں شامل ہو جائیں، جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللہ کے سخت عتاب کا شکار ہوں گے۔" "پھر؟" "پھر تم انُھیں سمجھاؤ۔انُھیں اس کبیرہ گناہ سے روکو۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔"

"پہلے کیا ٹھیک ہو رہا ہے اس ملک میں۔بولو؟ کون ہے جو اپنا ایمان ہاتھ پر لئے نہیں پھر رہا؟ یہ لوگ جو اسلام دشمنوں سے پیسے لے کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بندوں کو ناگہانی اموات کے سمندر میں دھکیل رہے ہیں، یہ ٹھیک ہیں؟"

"ہر شخص کے اپنے اعمال ہیں اسجد! کوئی کسی دوسرے کی قبر میں نہیں جائے گا۔جب تک یہ زندگی ہے، تب تک بچت ہے۔ادھر آنکھ بند ہوئی، ادھر حساب شروع ہو گیا۔وہ لوگ ہمارے سگے نہیں ہیں کہ ہم ان کے انجام کی فکر میں گھلتے رہیں۔مگر تایا ہمارا اپنا ہے۔" اٹس اوکے اجالا! اس وقت میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ ابھی تم جاؤ یہاں سے پلیز۔" اچانک اس کی بات کاٹتے ہوئے اس نے رخ پھیرا تھا۔وہ شاکڈ سی کھڑی رہ گئی۔

"ہر شخص کی اپنی زندگی ہے۔وہ جیسے چاہے گزارے۔ابا نے بھی فیصلہ کر لیا ہے۔لے لئے ہیں انھوں نے پیسے۔ذرا سے رد و بدل سے بہت کچھ پاک وہ کسی کی کوئی بات نہیں سنیں گے۔"وہ خود بھی اضطراب کا شکار تھا۔

اجالا کو لگا، اس کا دل پھٹ گیا ہو۔" ذرا سے رد و بدل سے؟ دین و دنیا کی بربادی کو ذرا سا رد و بدل کہہ رہے ہو تم؟" "میرا دماغ خراب مت کرو اجالا! ابھی کچھ نہیں بگڑا۔صرف بات طے ہے ہماری۔تم چاہو تو اپنا راستہ بدل سکتی ہو۔" "چپ کر جاؤ اسجد! خدا کا واسطہ ہے تمہیں، چپ کر جاؤ۔کیا سارے آسمان ایک ساتھ گرا دو گے؟ اتنے ظالم تو نہیں تھے تم۔" وہ ٹوٹی تھی اور آنسو ایک لمحے میں اس کا چہرہ بھگو گئے تھے۔

اسجد عباس لب بھینچے کمرے سے نکل گیا تھا۔کیا واقعی اب اس کے لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی تھی؟ کیا واقعی اسے اپنے باپ کی گمراہی سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا؟

وہ جتنا سوچ رہی تھی، اتنا ہی اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔پوری رات جاگ کر بسر کرنے کے بعد صبح جب وہ فجر کی نماز کے لئے اُٹھی تو سر بے حد بھاری ہو رہا تھا۔تایا کے

پورشن کی طرف مکمل خاموشی تھی۔وہ بے دلی سے وضو کرنے کے بعد مصلے پر کھڑی ہوئی تو رکے ہوئے آنسوؤں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔کتنی بے شمار دعائیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھیں جو اس وقت اس نے روتے ہوئے اپنے اللہ سے کی تھیں۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

سنو لوگو! میری آنکھیں خریدو گے؟
مجھے اک خواب کا تاوان بھرنا ہے
اک ایسا خواب تھا، جو جاگتی آنکھوں سے دیکھا تھا
بہت ہی چاؤ اور کتنے ارمانوں سے دیکھا تھا
مگر دیکھے ہوئے اس خواب کی تعبیر الٹی تھی
نہیں شکوہ کسی سے، اپنی ہی تقدیر الٹی تھی
جو اب تک ہو چکا ہے، مجھ کو وہ نقصان بھرنا ہے
اب آنکھیں بیچ کر ہی خواب کا تاوان بھرنا ہے

وہ بیڈ پر اداس بیٹھی تھی، جب نانو نے گرم کمبل اس کے گرد لپیٹ دیا۔" آرام سے بیٹھ جاؤ بیٹی! اور پھر بتاؤ، کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو؟ مصحف کہاں ملا تم سے؟" وہ بے چین تھیں۔ ایمان نے ایک نظر ان کے پرُنور چہرے پر ڈالنے کے بعد سر جھکا لیا۔" وہ میرے آفس میں ملے تھے۔ جس دفتر میں، میں کام کرتی تھی، وہاں تین اور لڑکے بھی تھے ان کے ساتھ۔ میں بے یارو مددگار تھی، جب

انہوں نے میرے بارے میں جان کر مجھے پرپوز کیا اور یہ بتایا کہ اپنی بوڑھی نانو کے ساتھ تنہا رہتے ہیں تو میں انکار نہ کر سکی۔ مجھے گھر اور تحفظ چاہیے تھا نانو! اسی لئے میں نے خوشی خوشی ان سے کورٹ میرج کر لی۔ بعد میں یہ اسی شام جانے کیسے کیسے خواب دکھا کر واپس لوٹ آئے اور میں ان کا انتظار ہی کرتی رہ گئی۔ کل شام یہ دوبارہ آئے اور کہا کہ نانو گھر نہیں ہیں، اس لئے آج رات تم میرے ساتھ اپنے گھر رہ سکتی ہو۔ یہ بھی کہا انہوں نے کہ اس بار آپ کو سب بتا دیں گے۔ مگر میرا خیال ہے کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ شاید انہوں نے اپنی عزت بنانے کے لئے مجھ سے شادی نہیں کی۔"

"تم دل پر مت لو بیٹی! اسے تو عادت ہے جگہ جگہ منہ مار کر اپنی نانو کا نام خوب روشن کرنے کی۔ مگر میں ظلم نہیں کروں گی کسی بے آسرا پر۔ تم یہیں اسی گھر میں رہو گی، میری بہو بن کر۔ دیکھتی ہوں، یہ کیسے لفٹ نہیں کرواتا تمہیں۔" نانو اس کے دام میں آ چکی تھیں۔ اس نے بے ساختہ سکھ کا سانس لیا۔" شکریہ نانو! آپ بہت اچھی ہیں۔ بہت نیک دل۔ پتہ نہیں، آپ یہاں نہ آتیں تو یہ اور ان کے دوست میرے ساتھ کیسا سلوک کرتے۔ کل رات بھی ان کی لڑائی ہو گئی تھی اپنے دوستوں سے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہائیں ان لفنگوں کی تو جان ہے ایک دوسرے میں۔ پھر لڑائی کیسے ہو گئی؟" نانو کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ وہ گڑبڑا گئی۔ "پتہ نہیں نانو! شاید یہ آپ سے کچھ چھپانا چاہ رہے تھے۔" "ارے مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتا یہ۔ ایک سال کا تھا جب اس کی ماں میری گود میں ڈال گئی تھی۔ تب سے اب تک میں ہی سنبھال رہی ہوں۔ تیس سال کا ہو گیا ہے، مگر میرے لئے ابھی بچہ ہی ہے۔ ماں اور باپ کا پیار جو نہیں دیکھا اس نے، اس لئے زیادہ سختی نہیں کرتی۔ ورنہ ایک ایک رگ سے واقف ہوں میں اس کی۔ تو بے فکر رہ۔" نانو کو جوش آیا تھا، پھر فوراً نرم پڑتے ہوئے بولیں۔ "تم نے بتایا نہیں، کس شہر سے تعلق ہے؟ ماں باپ کیا کرتے ہیں؟"

"ماں باپ نہیں ہیں نانو! ماں کی موت تو بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔ چھ ماہ پہلے بابا بھی تنہا چھوڑ گئے۔ اب تو کوئی رشتہ دار ہے، نہ جاننے والا۔ اللہ کی بھری دنیا میں بالکل اکیلی ہوں میں۔"

"اللہ رحم کرے، اکیلی کیوں ہو؟ میں ہوں نا، تمہاری نانو، تمہاری ماں۔ اور میرا مصحف ہے نا۔ بہت پیارا بچہ ہے۔ تم بہت خوش رہو گی اس کے ساتھ۔" فوراً ہی وہ اسے تسلیاں دیتے ہوئے بولیں اور پھر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "اب کچھ آرام کر

لو۔ بخار بہت تیز ہو رہا ہے۔ مصحف سے کہتی ہوں، ڈاکٹر کو بلا لائے۔ کچھ بنا بھی دیتی ہوں۔ باورچی تو دن چڑھے ہی آئے گا۔"

"جی نانو!" اسے خود بھی آرام کی اشد ضرورت تھی سو جلتی آنکھوں اور ہزار وسوسوں کے ساتھ بالآخر پلکیں موند گئی۔ نانو الجھی الجھی سی، قدرے متفکر اس کے کمرے سے

باہر چلی آئیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد حمزہ، شہریار اور شاہ میر وہاں موجود تھے۔

"نانو! وہ قسم سے ایک نمبر کی فراڈ لڑکی ہے۔ رات اس کی وجہ سے مصحف کو فائر لگا۔ پتہ نہیں کن لوگوں کو پیچھے لگا کر لے آئی تھی۔ آپ کچھ تو سوچیں۔ بھلا کہاں مصحف، کہاں وہ آوارہ بد چلن لڑکی۔"

حمزہ نے سب سے پہلے دہائی دی تھی۔ جواب میں نانو نے اسے ڈپٹ کر رکھ دیا۔ "بکواس بند کرو حمزہ! تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ تم کسی لاچار، مصیبت کی ماری لڑکی پر اتنا بڑا الزام رکھو۔"

"مگر نانو! وہ مصیبت کی ماری نہیں ہے۔ وہ خود بہت بڑی مصیبت ہے۔" "یہ تمہیں مصحف سے اس کا نکاح کروانے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔" نکاح کون سا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نکاح؟" شہریار نے بھنویں اچکائی تھیں۔اسی پل وہ خود چل کر وہاں آگئی۔" میں بتاتی ہوں کون سا نکاح۔اتنی جلدی بھول گئے آپ کہ آپ میرے بھائی بنے تھے، میرے سر پر ہاتھ رکھ کر پ نے کہا تھا کہ آپ کا دوست مجھے ہمیشہ خوش رکھے گا۔اور یہ کہ میں آپ کی زبان کا اعتبار کروں۔میں نے اعتبار کیا۔آپ نے کیا کیا میرے ساتھ؟ مجھ غریب، لاوارث کو پہچاننے سے ہی انکاری ہو گئے؟ "
اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے وہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔""
شٹ اپ! یہ نرا جھوٹ اور ڈرامہ ہے۔"

"ہاں، اب تو آپ یہی کہیں گے۔بات کھل جو گئی ہے۔"وہ کہاں ہار ماننے والی تھی۔ مصحف کا بس نہ چلتا تھا کہ اس کا منہ تھپڑوں سے سرخ کر دیتا۔نانو کو بالآخر مداخلت کرنی پڑی تھی۔" چپ ہو جاؤ تم لوگ۔سچ اور جھوٹ کا فیصلہ وقت کرے گا۔" "
مگر نانو! یہ " " بس چپ۔ایک لفظ بھی مزید نہیں سننا ہے۔جاؤ بیٹی! تم جا کر آرام کرو۔مجھے ذرا مارکیٹ تک جانا ہے۔واپسی پر ڈاکٹر کو کال کروں گی۔" ایمان ان کی ہدایت پر سر ہلا کر وہاں سے چلی آئی جبکہ مصحف سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔اس کی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔اس روز پہلی بار وہ خاصی

دیر تک گھر سے باہر رہا تھا۔حمزہ، شہریار اور شاہ میر اسے مختلف ٹپس دیتے رہے کہ وہ کیسے لڑکی کے منہ سے سچ اگلوا کر اپنی پوزیشن کلیئر کر سکتا ہے۔جبکہ ایمان خرابیِ طبیعت کے باوجود نانو سے دنیا جہان کی باتیں کرتی، ان کا اعتماد جیتنے کی کوشش میں لگی رہی تھی۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

نانو! مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔یہ لڑکی واقعی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ہمارا نکاح ہوا ہے۔" ایمان رات نانو کے ساتھ انہی کے کمرے میں سوئی تھی اور اس کا آئندہ بھی یہی ارادہ تھا۔ مصحف کا اس سے کسی بھی تعلق سے انکار اس کے لئے فائدہ مند ہی تھا۔تاہم اگلی صبح ہی ناشتے کی میز پر اس نے جیسے یہ اعتراف کرتے ہوئے اس کے سر پر بم ہی پھوڑ دیا۔اس کے ہاتھ سے چائے چھلکی تھی اور کپڑوں پر گر پڑی تھی۔" مجھے تو پہلے ہی یقین تھا، یہ بچی جھوٹ نہیں بول رہی۔ یہ تم ہو جو جھوٹے ہو۔مگر میں اس کے لئے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔
"

"سوری بولا ہے نا، نانو! غلطی ہو گئی۔پلیز معاف کر دیں۔" لجاجت سے کہتا وہ نانو کی ساتھ والی کرسی پر ٹک گیا تھا۔ایمان شاکڈ سی اسے دیکھتی رہی۔وہ یہ کیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہہ رہا تھا۔" میں اپنی ذمہ داریاں نبھاؤں گا۔ کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ ایمان سے کہیں، آج سے میرے کمرے میں سویا کرے۔" وہ دیکھنا چاہتا تھا، اس بات پر لڑکی کے تاثرات کیا ہوتے ہیں۔اور واقعی اس کا چہرہ فق ہو گیا تھا۔وہ بہت پریشان نگاہوں سے مصحف کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ابھی نہیں۔پہلے میں تمہاری شادی کا باقاعدہ اعلان کروں گی۔دھوم دھام سے اپنی ساری خواہش پوری کروں گی۔پھر ایمان تمہارے کمرے میں جائے گی۔"اب چہرے کا رنگ اڑنے کی باری مصحف کی تھی۔

"مگر نانو! یہ تو زیادتی ہے۔میں جب اسے اپنی بیوی تسلیم کر رہا ہوں تو دنیا میں ڈھنڈورا پیٹنے کی کیا ضرورت ہے؟ ویسے بھی خالہ اقصیٰ کو پتہ چل گیا تو" "تو ہو جائے پتہ۔یہ بات اب چھپنے والی تھوڑی ہے۔ ویسے بھی اس کی بیٹیوں کو کمی نہیں ہے رشتوں کی۔"

"اچھے رشتوں کی کمی تو ہے نا۔کتنا دکھ ہو گا انہیں جب ان کی آس ٹوٹے گی۔ آپ خود ہی تو کہتی ہیں، ہماری آس پر بیٹھی ہیں وہ۔"

"یہ بات پہلے سوچنی چاہئے تھی تمہیں۔اب بھول جاؤ سب۔" "نہیں نانو! کم از کم خالہ اقصیٰ کی بیٹیوں کو نہیں بھول سکتا میں۔" وہ رونے والا تھا۔نانو کا پارا چڑھ گیا۔

"تم چاہتے ہو، تمہاری بیوی کے سامنے درگت بناؤ تمہاری؟" "یہی امید ہے مجھے آپ سے۔" دل جلے انداز میں کہتا وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ایمان نے بے ساختہ سکون کی سانس لی۔ مصحف سیدھا اپنے کمرے میں آیا اور حمزہ کا نمبر پریس کر ڈالا۔

"ہیلو۔بنی کچھ بات؟"دوسری طرف اس نے پہلی ہی بیل پر کال پک کر کے ب نا دعا سلام کے پوچھا تھا۔" نہیں بنی۔نانو کے اصولوں اور خواہشوں نے پانی پھیر کر رکھ دیا۔کچھ اور بتا۔"

"چل آ جا پھر یہاں۔مل کر کچھ اور پلان کرتے ہیں۔"وہ عجلت میں تھا۔ مصحف نے کال کاٹ کر گاڑی کی چابی اٹھا لی۔

ooooooooooooooooooooooooo

اگلی صبح کے طلوع ہوتے سورج سے قبل ہی اسجد گھر سے نکل گیا تھا۔وہ آفس کے لئے تیار ہو رہی تھی، جب تایا اور تائی خاموش سے پھر ان کے پورشن کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طرف چلے آئے۔غلام محمد صاحب اس وقت ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔تایا آ کر ان کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئے۔" پھر کیا سوچا ہے تو نے غلام محمد؟
"

"کس بارے میں؟ "تایا کے سوال پر اس کے ابا کا سر یوں اٹھا تھا، جیسے وہ کل ہونے والی ہر بات بھلا چکے ہوں۔تائی نے ان کے جواب پر ناگواری سے پہلو بدلا تھا۔" دو دن سے کس بات پر سر کھپا رہے ہیں تیرے ساتھ؟ " "کہا تو ہے۔مجھے یہ سودا منظور نہیں۔مرنے کے بعد بھی نہیں۔کاش میرے بازوؤں میں طاقت ہوتی تو مجھ سے ایسا مطالبہ کرنے والے کا سر تن سے جدا کر دیتا۔"

"دیکھا، آپ بھائی کی محبت میں پاگل ہو رہے ہیں اور یہ آپ کا سر تن سے جدا کرنے کی بات کر رہا ہے۔یہی سننا تھا یا ابھی کچھ اور بھی سننا باقی ہے؟ "تائی ان کے جواب پر بجلی کی طرح چمکی تھیں۔تایا کا غصہ ان کا چہرہ سرخ کر گیا۔

"تو نے کیا سر تن سے جدا کرنا ہے میرا۔میں خود ہی دفعان کرتا ہوں تجھے۔ مر یہاں سڑ سڑ کر۔مجھے کیا؟ میں تو جا رہا ہوں یہاں سے۔دیکھوں گا، آج کے بعد کون پوچھتا ہے تجھے؟ " پہلی بار اجالا نے تایا کا ایسا غضب ناک روپ دیکھا

تھا۔اس کا دل پہلو میں شدت سے کانپ اٹھا۔بات سنبھالنے کے لئے وہ جلدی سے آگے بڑھی تھی۔

"تایا! میری بات سنیں۔ابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔آپ " "بھاڑ میں جائے ہماری طرف سے تیرا ابا اور تو، سمجھی۔" تائی نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی تھی۔وہ لپک کر ان کے پورشن تک ان کے پیچھے آئی مگر وہاں کوئی اس کی بات سننے والا نہیں تھا۔وہاں اس گھر کے در و دیوار کے اندر تبدیلی آ رہی تھی۔ وہ بے بسی سے شکستہ قدم گھسیٹتی واپس چلی آئی۔تایا اور ان کی فیملی اس روز اپنا گھر چھوڑ گئے تھے۔انہوں نے نہ صرف پورشن خالی کر دیا تھا، بلکہ اسے ایک اوباش بزنس مین کے ہاتھوں فروخت بھی کر دیا۔عباد، حمنہ، ندا اور سعد چاروں اپنے باپ سے خفا تھے کہ وہ تایا کے ساتھ کیوں نہیں گئے۔اجالا کو لگتا تھا جیسے اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔شدید نامساعد حالات اور ڈپریشن نے اس کے ایمان کی چولیں ہلا دی تھیں۔اپنے ماں باپ کے ساتھ اسجد غلام عباس کی وہاں سے رخصتی نے اسے اندر سے کاٹ ہی تو ڈالا تھا۔اس وقت جب وہ ب نا اس سے کچھ کہے گھر واپسی پر اپنا سامان پیک کر رہا تھا تو وہ اس کے سامنے رو پڑی تھی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اسجد! کیا تمہارے لئے بھی دولت، میرے پیار سے بڑھ کر انمول ہے؟" "نہیں۔" وہ خود بھی ڈپریس تھا۔اجالا تڑپ اٹھی۔

"نہیں تو میرا ساتھ چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو؟ تم جانتے ہو نا، مجھے تمہارے بغیر جینے کا سلیقہ نہیں ہے۔تم جانتے ہو اسجد! میرے لئے زندگی کا اگر کوئی معنی ہے تو وہ تم ہو۔میں نہیں چل سکتی ایک قدم بھی تمہارے بغیر۔" "جانتا ہوں۔" وہ اب بھی کمرے کی کھڑکی کے اس پار سڑک پر پھیلتے اندھیروں کو دیکھ رہا تھا۔ اجالا نے اس کا بازو تھام لیا۔

"جانتے ہو تو تماشا کیوں بنا رہے ہو میرا؟ کیوں ضبط آزما رہے ہو؟" "میں مجبور ہوں اجالا! اپنے والدین کا مقروض ہوں۔میری ذات پر پہلا حق ان کا ہے۔" "اللہ کا نہیں ہے؟ جس نے تمہیں پیدا کیا تم پر بے پناہ احسانات کئے۔" "کیوں نہیں ہے۔میں نے کب اقرار نہیں کیا اس کے احسانات کا؟ میں اپنے مذہب کو سستے داموں فروخت نہیں کر رہا ہوں۔مجھے بھی پتہ ہے، یہ چند لاکھ، یہ کروڑ، جنت کی قیمت نہیں ہیں۔" "پھر؟" "پھر کچھ نہیں۔ذرا سے صبر اور حوصلے سے کام لو۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ جانے کیا سوچے ہوئے تھا۔وہ خاموشی سے واپس پلٹ آئی۔

اسجد غلام عباس اسی رات اپنے والدین کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔تاہم اجالا کی محبت اور دعائیں اس کے لئے کم نہیں ہوئیں۔اپنی ہر نماز میں ایمان کی سلامتی اور باپ کی صحت مندی کے بعد اس کی تیسری دعا اسجد غلام عباس کے لئے ہی ہوتی تھی۔اسے یقین تھا کہ اللہ اس کی دعائیں کبھی رد نہیں کرے گا۔

اگلے روز سنڈے تھا۔اور وہ کل رات کی تھکن کے باعث خاصی تاخیر سے بیدار ہوا تھا۔شاور لینے کے بعد فریش ہو کر نیچے آیا تو ایمان ناشتے کے بعد نانو کے بالوں میں تیل لگاتے ہوئے مساج کر رہی تھی۔ساتھ ہی ساتھ کسی دینی مسئلے پر گفتگو بھی جاری تھی۔

"السلام علیکم!"کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے اس نے انہیں اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا۔

"وعلیکم السلام!"نانو کے بجائے جواب اس کی طرف سے آیا تھا۔وہ وہیں صوفے پر ٹک گیا۔"نانو! جلدی سے تیار ہو جائیں۔اقصیٰ آنٹی کے گھر جانا ہے۔کل سے فن پر فون آ رہے ہیں ان کے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"آنے دو۔ مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔""او کم آن نانو! اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ میں خود ساری بات سنبھال لوں گا۔" "اور پیچھے ایمان کے پاس کون رہے گا؟"

"اللہ ہے نا۔"برجستگی میں اس نے کہا تھا۔ پھر فوراً سنبھلتے ہوئے بولا۔"ہم جلدی آ جائیں گے ساتھ والی آنٹی بھی دو چکر تو ضرور لگائیں گی۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ پھر یہ مرحلہ بھی سر کر ہی لیتے ہیں۔"نانو کا اپنا ارادہ بھی تھا اقصیٰ کی طرف جانے کا لہٰذا وہ تیار ہو گئیں۔ مصحف نے گھر سے روانہ ہوتے وقت حمزہ کو کال کر کے پیچھے میدان خالی ہونے کا عندیہ دے دیا تھا۔

ایمان جو ان کے رخصت ہونے کے بعد، وضو کر کے قرآن پاک لے کر بیٹھ گئی تھی تھوڑی ہی دیر کے بعد گیٹ پر دستک کی آواز سن کر، ناچار اٹھ گئی۔ ہر سنڈے کو گھر کے تمام ملازمین چھٹی کرتے تھے۔ لہٰذا گیٹ کھولنے کے لئے اسے ہی آنا پڑا۔

"کون؟" اس روز کے بعد پہلی بار وہ گیٹ کے قریب آئی تھی، لہٰذا اطمینان ضروری تھا۔" حمزہ۔ مصحف نے بھیجا ہے۔ اس کا موبائل یہیں کمرے میں رہ گیا

ہے۔" جواب میں حمزہ کی آواز اور "کی ہول" سے اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد اس نے گیٹ کھولا تھا۔

"میں یہیں لا دیتی ہوں آپ کو اس وقت گھر پر کوئی نہیں ہے۔""آپ تو ہیں۔" حمزہ کی مسکراہٹ اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔ وہ ابھی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ شہریار بھی اسے سائیڈ پر ہٹا کر گھر کے اندر گھس آیا اور گیٹ لاک کر دیا۔

"ہم نے سوچا، اگر ب نا نکاح کے آپ مصحف پر مہربان ہو سکتی ہیں تو ہم کیا برے ہیں۔"کہنے کو وہ اس کے اسلامی بھائی تھے مگر ان کے چہروں پر رقصاں شیطانی مسکراہٹ لٹیروں کی سی تھی۔ وہ ان کے الفاظ پر ششدر ہی تو رہ گئی تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے؟" "اندر کمرے میں چلو، پھر بتاتے ہیں۔" حمزہ نے مزے سے کہتے ہوئے اس کا بازو پکڑا تھا۔ جواب میں وہ چلا اُٹھی۔

ڈونٹ ٹچ می۔ اللہ کا قہر نازل ہو گا تم پر اگر تم برے ارادے سے میری طرف بڑھے تو۔" "اچھا کیا ہو گا؟ ذرا ہم بھی تو دیکھیں۔" وہ بے علم بھی تھے بے ہدایت بھی۔ ایمان رو پڑی۔ اس کی مشکلات اور آزمائشوں کا وقت ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ooooooooooooooooooo

عباد گھر سے چلا گیا تھا اور ادھر اجالا کے پچھتاوے تھے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔غلام عباس صاحب نے ایمان کے بدلے دنیا کی آسائشات حاصل کر لی تھیں۔ایک شاندار گھر، گاڑی، بچوں کے لئے بہترین کالجوں میں تعلیم۔سب کچھ ہی تو پا لیا تھا انہوں نے۔اسجد کا خواب باہر جانے کا تھا۔یہ خواب بھی اب پورا ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

وہ خوش تھے۔زمین پر اکڑ کر چلنے لگے تھے۔محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کے بدلے، دس لاکھ روپے کی خطیر رقم نے رہا سہا پچھتاوا اور الجھن بھی ختم کر ڈالی تھی۔واقعی مذہب کیا دے رہا تھا انہیں؟ صرف سکون۔اور بس؟ جیسے حالات سے وہ گزر رہے تھے، ان حالات میں انہیں "سکون" سے گزارہ ممکن نہیں تھا۔ل ہذا حالات بدلے تو تایا اور تائی کے خیالات بھی بدل گئے۔اب اسجد کے لئے اجالا کا ساتھ انہیں کسی صورت منظور نہیں رہا تھا۔ویسے بھی وہ باہر جا رہا تھا۔بیٹی الگ اعلیٰ کالج کی "زینت" بن گئی تھی۔قمیض شلوار، دوپٹے کی جگہ اسکرٹ اور جینز نے لے لی تھی۔چھوٹا ولید جو ابھی بمشکل اٹھارہ سال کا بھی نہیں

ہوا تھا، بری صحبت کا شکار ہو کر اس راستے کا ہمراہی ہو گیا کہ جس کی منزل سوائے دنیا اور آخرت کی تباہی کے اور کچھ نہیں تھی۔

حق اور ہدایت کے راستے سے گمراہی کے بعد وہ صرف ذلت سمیٹ رہے تھے۔ مگر ان کی آنکھوں پر بندھی گمراہی کی پٹی کے باعث یہ ذلت بھی انہیں کسی نعمت سے کم نہیں لگ رہی تھی۔تایا کے روابط بڑھ رہے تھے اور تائی کی مصروفیات۔اپنی دانست میں وہ پیتل پر سونے کا پانی چڑھا کر ہائی سوسائٹی کا حصہ بن گئے تھے۔مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ ان سے کیسا عظیم نقصان سرزد ہو گیا تھا۔

ادھر اجالا سے چھوٹی بسمہ اور ندا کے چکر، تائی کے گھر بڑھ گئے تھے۔غلام محمد صاحب تھے کہ بس خاموشی اور صبر سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔عباد کے بعد انہوں نے کئی بار اپنی دونوں چھوٹی بیٹیوں اور بیٹے کو سمجھانے اور آخرت کے عذاب سے ڈرانے کی کوشش کی تھی، مگر دوسری نوجوان نسل کی طرح ان کے لئے بھی یہ سب کتابی باتیں تھیں۔باپ کے دکھاوے کو وہ کسی وقت کی نماز پڑھ بھی لیتی تو دماغ میں دنیاوی نفع و نقصان کے خیالات ہی گردش کرتے تھے۔وہاں نہ آخرت کی کوئی پروا تھی، نہ اللہ کی ناراضی کا خوف، نہ ہی معاشرے میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رسوائی کا کوئی خدشہ۔ ہر شے سے بے خبری و بے نیازی کی اس دنیا میں صرف راج تھا تو دل اور اس کی خواہشوں کا۔ باقی ہر چیز ان کے لئے جیسے بے معنی ہو کر رہ گئی تھی۔

تائی آج کل ندا کو اسجد کے خواب دکھا رہی تھیں۔ کیونکہ ندا ایک تو اس کی جانشین تھی، دوسرا وہ غلام محمد صاحب اور اجالا کو رُلانا چاہتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ اسجد باہر جانے کے لالچ میں کبھی بھی ان کے کسی فیصلے سے انحراف نہیں کرے گا، اس کے باوجود اس عورت نے ندا کی مدد سے ان دونوں کے لئے بڑا مضبوط جال تیار کر لیا تھا۔ بسمہ کے روابط ساتھ والے گھر میں مقیم چالیس سالہ عیاش بزنس مین سے بڑھ گئے تھے۔ اجالا کی غیر موجودگی میں ندا کو بتا کر وہ سارا سارا دن وہیں گزارتی تھی۔ غلام محمد صاحب کو اجالا خود صبح فیکٹری جانے سے پہلے بیٹھک میں بٹھا کر جاتی۔ اور گھر واپسی کے بعد وہی انہیں وہاں سے اٹھا کر لاتی۔ انہیں علم ہی نہیں تھا کہ ان کی ناک تلے کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس دن اسجد کی انگلینڈ کے لئے روانگی تھی اور اجالا کو فیکٹری سے جواب مل گیا تھا۔ اعصاب پہلے ہی قابو میں نہیں تھے کہ دل پر ایک اور بوجھ آ پڑا۔ بسمہ حسب

معمول ساتھ والوں کے گھر پہنچی ہوئی تھی جبکہ ندا اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود تائی کے گھر سدھار گئی تھی۔

سعد کی کیا سرگرمیاں تھیں، اجالا اس سے باخبر نہیں تھی۔ اس وقت غلام محمد صاحب کی طبیعت بگڑنے پر وہ شدید اشتعال میں ساتھ والے گھر آئی تھی تاکہ بسمہ کو تھپڑ لگاتے ہوئے وہاں سے واپس لا سکے۔ پچھلی پوری رات کی جاگی ہوئی تھی، اسی لئے سر بے حد بوجھل ہو رہا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کیسا منظر دیکھنے جا رہی ہے۔ ساتھ والے گھر کے اس شاندار کمرے میں بسمہ، بزنس مین سے چپک کر بیٹھی تھی اور وہ اس کے گال سہلاتے ہوئے اس پر اپنا پیار لٹا رہا تھا۔ وہ وہیں دہلیز پر ٹھٹک گئی۔ تبھی بزنس مین کی نظر اس پر پڑی تھی۔

"ارے بڑی سالی صاحبہ آئی ہیں۔ خوش آمدید بھئی۔" بسمہ کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔ جبکہ بزنس مین کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی۔ اجالا کو لگا، وہ ہل بھی نہیں سکے گی۔

"اندر آئیں اجالا صاحبہ! رُک کیوں گئیں؟" وہ بچھا جا رہا تھا۔ بسمہ موقع سے فائدہ اٹھا کر چھپاک سے نکل آئی۔ "کتے، بے غیرت انسان! تمہاری جراء ت کیسے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئی میری بہن کے ساتھ اس حد تک جانے کی؟" وہ آگ بگولا ہوئی تھی۔بس نہ چلتا تھا کہ تھپڑ مار مار کر اس شخص کا چہرہ سرخ کر دیتی۔تاہم وہ اس کی گالی پر بھی مسکرایا تھا۔

"بیوی ہے میری۔ایک ہفتہ پہلے ہی رو رو کر نکاح کیا ہے اس نے میرے ساتھ۔یقین نہ آئے تو جا کر پوچھ لیجئے۔""اس سے تو پوچھ ہی لوں گی، لیکن پہلے تمہارا بندوبست کروں گی جو تم نے گند بکھیر رکھا ہے یہاں پر۔""گند کہاں بکھیر رکھا ہے؟ میں تو دُکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہوں۔ٹوٹے دلوں کو ملاتا ہوں۔ نوجوان دلوں کو سرور حاصل کرنے کے لئے ماحول فراہم کرتا ہوں۔خیر، آپ چاہیں تو آپ کے لئے بھی ""تراخ" اس سے پہلے کہ وہ اس کے ساتھ کوئی گستاخی کرتا، اجالا کا ہاتھ اس پر اٹھ گیا۔

ooooooooooooooo

اودھر اسجد، ندا کو چھوڑنے آیا تو بسمہ نے ندا کو ساری بات بتا دی اور وہ اسے تسلی دیتی، اسجد کا بازو تھام کر اسے برابر والے گھر میں لے آئی۔اجالا کے لئے جو بدگمانی اس نے اور تائی نے اسجد کے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کی تھی، اس پر مہر لگانے کا موقع وقت سے پہلے ہی مل گیا تھا۔اسجد کے دماغ میں جھکڑ چل

رہے تھے۔وہ ساری دنیا کے بہکنے کا یقین کر سکتا تھا مگر اجالا کا نہیں۔اور وہاں اس وقت اس کا یقین ٹوٹا تھا۔

تھپڑ کھا کر انگارہ بنے والے بزنس مین کی گرفت میں پھڑپھڑاتی اجالا اسے حقیقی معنوں میں بے موت مار گئی تھی۔نہ کوئی سوال ہوا تھا، نہ کوئی وضاحت۔چند لمحوں پہلے جس دہلیز پر وہ ٹھٹکی تھی، اب اسی دہلیز پر اسجد پتھر بنا کھڑا تھا۔وہ اسجد جو اس کی دنیا تھا، اس کا ایمان یقین تھا۔اگلے چند لمحے جیسے طوفان کی نذر ہوئے تھے۔اسجد کی وہاں آمد کے بعد بزنس مین نے اجالا کی کلائی چھوڑ دی تھی، مگر تب تک وہ پلٹ گیا تھا۔ٹوٹے مان، ٹوٹی خواہشوں کی کرچیوں کے ساتھ۔

وہ دن شاید اپنے آغاز سے اختتام تک اس کے لئے دکھ ہی دکھ سمیٹ کر لایا تھا۔ایسے دکھ کہ جن کا سایہ شاید آنے والے اگلے کئی برسوں تک اس کی ہستی پر چھایا رہنا تھا۔کتنی کوشش کی تھی اس روز اس نے خود کو بے گناہ ثابت کرنے کی، مگر اس کی کوئی کوشش بار آور ثابت نہیں ہو سکی تھی۔اس کے خوابوں کے ساتھ ساتھ ندا اور تائی ماں کے خواب بھی ادھورے رہ گئے تھے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیونکہ اسجد نے اس روز کے بعد کسی کا سامنا ہی نہیں کیا تھا۔وہ چپ چاپ خاموشی سے سمندر پار سدھار گیا تھا۔اجالا کے لئے اس کے بعد جیسے زندگی کا ہر منظر ہی پھیکا پڑ گیا۔

بسمہ نے اپنا راستہ خود چن لیا اور ندا کی شادی تائی نے زبردستی ولید سے کرا دی تھی، جو اس سے پورے تین سال چھوٹا تھا۔شادی کے بعد اس کی عیاشیوں میں مزید اضافہ ہوا

تھا۔صرف سعد تھا، جسے چپ لگ گئی تھی اور اس نے درس جانا شروع کر دیا تھا۔

عباد، ندا اور بسمہ کے بعد غلام محمد صاحب ہر وقت روتے ہی رہتے تھے۔ان کا کوڑھ آرام پا رہا تھا۔ب نا کسی علاج، کسی دوا کے وہ صحت یاب ہو گئے تھے۔مگر دل کے اندر جو زخم لگ گئے تھے، اب وہ رس رہے تھے۔گو اللہ نے ان کے بچوں کے ایمان کی حفاظت کی تھی، وہ بھٹک گئے تھے مگر دنیا و آخرت کی نجات ان پر حرام نہیں ہوئی تھی۔وہ اللہ کی قائم کردہ حدود کے دائرے سے باہر نہیں نکلے تھے، اس کے باوجود غلام محمد صاحب کی شرمندگی تھی کہ اپنے مالک کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے کم نہیں ہوتی تھی۔

اجالا خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھتی اور رو پڑتی۔اس کا اپنا ہی دکھ تھا۔فیکٹری سے جواب کے بعد اسے ایک سیٹھ کے گھر پر باورچی کی جاب مل گئی تھی۔بھرا پرا گھرانہ تھا اور لوگ قدر دان تھے۔لہٰذا خود کو بہلانے کے لئے یہ مصروفیت اس کی ضرورت بن گئی تھی۔چار سال اس نے اللہ سے دور سکون کی تلاش میں گزار دیئے تھے مگر سکون تھا کہ ہاتھ نہ آ رہا تھا۔چار سال بعد بھی اسے عباد کا پتہ چلا تھا، نہ اسجد کا۔تایا کے دیگر گھرانے سے اس کا رابطہ بھی نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔سعد کی شادی ہو گئی اور اس نے مقامی مسجد میں اپنے دادا، عبداللہ صاحب کے منصب پر امامت شروع کر دی۔اجالا کا زیادہ وقت غلام محمد صاحب کے ساتھ ہی بسر ہونے لگا تھا۔

انہی دنوں عباد کا سراغ لگ گیا۔وہ سعودیہ میں تھا اور بہت اچھی زندگی گزار رہا تھا۔پاکستان میں اپنے گھر کے تمام حالات سے بے خبر۔اس نے بڑی چاہ سے اپنے باپ کو اپنے پاس بلایا تھا اور انہیں عمرہ کے ساتھ ساتھ حج کروانے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔

غلام محمد صاحب کے ساتھ ساتھ اجالا بھی بے حد خوش تھی۔کیونکہ اس نے اجالا کے لئے بہت اچھے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تمام تر کامیابیوں کا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سہرا اس کے سر باندھا تھا۔وہی تھی، جس نے اسے کچھ کرنے پر اُکسایا تھا۔ورنہ پاکستان میں رہتے ہوئے وہ جن سرگرمیوں میں پڑا تھا، وہ سرگرمیاں اسے تباہ و برباد کر ڈالتیں۔

بیٹے کی خواہش پر اپنے مالک کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہوئے غلام محمد صاحب سعودیہ روانہ ہو گئے تھے۔ان کے ویزے اور ٹکٹ کے تمام پیسے عباد پہلے ہی بھجوا چکا تھا۔یہ اس سے اگلے ہی روز کی بات تھی کہ اجالا کے ساتھ وہ حادثہ پیش آگیا۔وہ بھیانک حادثہ کہ جس نے اس کے لئے زندگی کے معنی ہی بدل کر رکھ دیئے تھے۔

ooooooooooooooooo

وہ نانو کے ساتھ گھر سے نکل تو آیا تھا، مگر اب اس کا ضمیر اسے بے چین کر رہا تھا۔یہ محبت تھی، نہ کسی قسم کا کوئی احساس۔بس ایک عجیب سی بے چینی تھی کہ شاید اسے اس لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔وہ جو بھی تھی، جیسی بھی تھی، یا اس کے جو بھی عزائم تھی، اسے پناہ دے کر پھر خود ہی اس کی عزت پر حملے کے لئے اپنے دوستوں کو اجازت نہیں دینی چاہئے تھی۔

نانو، اقصیٰ آنٹی سے مصروف تھیں اور اس کے ذہن میں مختلف تصورات آ رہے تھے۔تقریباً آدھ گھنٹے بعد اس سے رہا نہ گیا تو بے قرار سا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے نانو! میں چلتا ہوں۔بازار میں کچھ کام ہے۔آپ کو جب جانا ہو، کال کر کے بلوا لیجئے گا۔میں آ جاؤں گا۔" "ارے بیٹھو نا بیٹا! میں کھانا لگوا رہی ہوں۔" اقصیٰ آنٹی فوراً اُٹھی تھیں۔وہ ایکسکیوز کر گیا۔" نہیں آنٹی! پھر سہی۔ابھی بہت ضروری کام ہے۔" کہتے ہی اس نے پاکٹ سے سیل نکال کر حمزہ کا نمبر ملایا مگر وہ رسپانڈ نہیں دے رہا تھا۔تبھی اس نے گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے شہریار کو کال ملائی مگر دوسری طرف بیل جاتی رہی، کسی نے کال ریسیو نہیں کی۔اس کا اضطراب اور پریشانی مزید بڑھی تھی۔

دوسری جانب شہریار نے ایمان کا دوپٹہ کھینچ لیا تھا۔" اتنی پارسا نہیں ہو تم، جتنا خود کو پوز کر رہی ہو۔" وہ طنز کر رہا تھا۔ایمان کی نگاہیں اوپر چھت کی طرف اُٹھیں اور وہ رو پڑی۔ایک مرتبہ پھر اس کا کردار داؤ پر لگ رہا تھا۔ایک امرتبہ پھر اسے عام سی گناہ گار لڑکی ہوتے ہوئے اپنی پارسائی کے لئے اپنے رب کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پکارنا پڑا تھا۔اس رب کو کہ جس کے حقوق صرف ایک بدبودار مٹی سے بنے عام سے انسان کی محبت اور چاہ میں پاگل ہو کر وہ کب کے پس پشت ڈال چکی تھی۔

وہ بھاگی تھی اور حمزہ کے پاؤں اڑانے کے باعث اُلجھ کر اوندھے منہ زمین پر آ پڑی تھی۔" بہت ہو گیا ڈرامہ۔اب دیکھتے ہیں، کیسے نہیں نکلتیں تم یہاں سے۔" غرا کر کہتے ہوئے حمزہ نے اس کے بال کھینچ لئے تھے جبکہ شہریار کا مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر جما تھا۔وہ طاقت ور مردوں کے مقابلے میں اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی۔قریب تھا کہ اس کا دل غم کی شدت سے پھٹ جاتا کہ اسی پل گیٹ پر زوردار دستک ہوئی۔

شہریار اور حمزہ دونوں ہی اس غیر متوقع دستک پر چونکے تھے۔ پھر شہریار، حمزہ کو تسلی دیتے ہوئے گیٹ کی جانب بڑھ آیا۔یہی وہ موقع تھا، جب ایمان نے حمزہ کو ذرا سا غافل پا کر دھکا دیا اور اس کے سنبھلنے سے قبل ہی وہاں لاؤنج میں رکھا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اسے دے مارا۔حمزہ کے سر پر ضرب پڑی اور وہ تڑپ اٹھا تھا۔

ایمان ب نا ایک لمحے کی تاخیر کئے بھاگی اور خود کو مصحف کے کمرے میں قید کر لیا۔اس کا دل اس وقت بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔مصحف نے مذاق میں کہا

تھا۔"اللہ ہے نا۔" اور اللہ نے حقیقت میں اس کی مدد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ وہ ہے۔اپنے پکارنے والوں کے لئے ان کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔

صرف ایک لمحے میں بازی پلٹ گئی تھی۔

شہریار نے گیٹ کھول ک باہر دیکھا تو وہاں دور دور تک کسی ذی روح کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ہوا بھی نہ چل رہی تھی کہ وہ اسے ہوا کی دستک ہی سمجھ لیتا۔حیران و پریشان وہ گیٹ بند کر کے واپس آیا تو سامنے حمزہ اپنا پھٹا سر پکڑے ایمان کو گالیاں دے رہا تھا۔

مصحف فل اسپیڈ کے ساتھ گاڑی دوڑا کر گھر تک پہنچا تو شکست خوردہ سا شہریار، حمزہ کو سہارا دے کر اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا رہا تھا۔"کیا ہوا؟" وہ متوحش سا گاڑی سے باہر نکل آیا۔

"کچھ نہیں یار! بڑی ہوشیار لڑکی ہے۔آسانی سے قابو میں آنے والی نہیں۔"

شہریار کی سانس پھول رہی تھی۔وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ کر اندر چلا آیا۔

لاؤنج میں ٹیلی فون سیٹ کے قریب ایمان کا دوپٹہ پڑا تھا۔اس نے جھک کر اس کا دوپٹہ اٹھایا اور پھر اسے تلاشنا شروع کر دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ نیچے کہیں نہیں تھی۔ تب وہ اسے صدا دیتا اوپر کے پورشن کی طرف آیا تھا۔ اور سب سے پہلے اپنے ہی کمرے کے دروازے کو چیک کیا تھا۔ وہ اندر سے لاک تھا۔ اسے قدرے تسلی ہوئی۔

"ایمان!" صدا لگانے کے ساتھ ہی اس نے دروازہ ناک بھی کیا تھا۔ تاہم اندر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ "ایمان پلیز! دروازہ کھولو۔ میں مصحف ہوں۔ مصحف۔" وہ بار بار صدا لگا رہا تھا۔ مگر وہاں ہنوز کوئی جواب نہیں تھا۔ "ٹھیک ہے۔ تو پھر میں دروازہ توڑ رہا ہوں۔"

اس بار دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی۔ دروازہ کھلا تھا اور کچھ ہی دیر میں وہ روتی ہوئی باہر آئی تھی۔ مصحف نے ایک شرمندہ سی نگاہ اس پر ڈالی، پھر رخ پھیر گیا۔

"سب ٹھیک ہے نا؟" جانے کس منہ سے اس نے پوچھا تھا۔ جواب میں وہ منہ چھپائے روتی رہی۔ "یہ دوپٹہ پکڑو۔ میں پانی لے کر آتا ہوں۔" وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔ ایمان نے روتے ہوئے دوپٹہ خود پر پھیلا لیا۔

وہ پانی لے کر آیا تو وہ بمشکل دو گھونٹ بھر سکی۔ "تم ٹھیک ہو نا؟" "ہوں۔"

"تھینک گاڈ!" جانے کیوں بے ساختہ اس نے گہری سانس بھری تھی۔ "آئی ایم سوری۔ شاید مجھے تمہاری طرف سے لاپروا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ بہرحال نانو سے

اس بات کا ذکر مت کرنا، پلیز۔" وہ التجا کر رہا تھا۔ ایمان جیسے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ساری کہانی جان گئی۔

"آپ اچھے ہیں مصحف صاحب! مگر آپ کے دوست اچھے نہیں ہیں۔" اگلے ہی پل وہ اسے دیکھتے ہوئے آنسو پونچھ گئی۔ مصحف سر اٹھا کر اسے دیکھ بھی نہ سکا۔

"مجھے احساس ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ مگر میں یہاں قطعی کسی خاص مقصد کے لئے نہیں آئی۔ میں تو مشکل میں پھنسی تھی اور اللہ نے اپنی رحمت سے آپ کو میرا مددگا بنا دیا۔ آپ نہ ہوتے تو شاید وہ پاک و بے نیاز کسی اور وسیلے سے میری حفاظت فرما دیتا، جیسے آج اس نے اپنی رحمت سے میری گناہ گار ذات کو محفوظ رکھا۔ بہرحال میں آپ کی احسان مند ہوں۔ مگر آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوں۔" وہ آج پہلی بار اس پر کچھ واضح کر رہی تھی۔ مصحف اس کی طرف دیکھنے کی ہمت نہ کر سکا۔

"فی الحال میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ کچھ وقت کے بعد ہو سکتا ہے، میں یہاں سے چلی جاؤں۔ تب تک نانو جو بھی سمجھیں، آپ کے لئے میں اس گھر کی معمولی ملازمہ کی حیثیت سے رہوں گی۔ اتنا اعتبار تو آپ کر ہی سکتے ہیں مجھ پر۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسے پانی میں بھگو بھگو کر مارنا آتا تھا۔ مصحف لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔ پھر سر ہلا کر واپس پلٹ گیا۔ اس رات نہ جانے کیوں وہ پوری رات نہیں سو سکا تھا۔ دل و اعصاب پر ایک عجیب سا بوجھ تھا۔ اگلے روز وہ حمزہ اور شہریار سے اُلجھ پڑا۔

"میں نے کہا تھا نا، وہ ایسی لڑکی نہیں ہے۔ اب ہو گیا شوق پورا؟" "نہیں۔ اس مکار اسٹوپڈ لڑکی کو سبق سکھا کر رہوں گا میں۔" سر پر پٹی باندھے وہ مشتعل ہوا تھا۔ مصحف کا پارہ چڑھ گیا۔ "خبردار! اب دوبارہ تمہارے دماغ میں ایسا کوئی شیطانی خیال آیا تو۔ پہلے ہی نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا ہے تم لوگوں نے مجھے۔" "کیوں، تمہارا کیا معاشقہ چل پڑا ہے اس سے جو نظریں ملانے کی نوبت آ گئی؟"

"جسٹ شٹ اپ حمزہ انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔" "واہ نو سو چوہے کھا کر بلی کو انسانیت یاد آئے گی۔ اس وقت کہاں تھی یہ انسانیت جب تجھے خوش کرانے کے لئے ہم گھنٹوں خوار ہو کر کالجز اور یونیورسٹیز کے دھکے کھاتے تھے۔" وہ جلا بیٹھا تھا۔ مصحف مشتعل سا اُٹھ کھڑا ہوا۔ "جتانے کا بہت شکریہ۔ آج کے بعد تمہیں میرے لئے ایسی خواری کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بہر حال، دوبارہ میرے گھر آؤ

تو اس لڑکی کو اپنی بہن سمجھ کر آنا، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" شہریار نے بات سنبھالنے کی کوشش کی تھی، مگر وہ اس کا ہاتھ جھٹکتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ پچھلے چھبیس سالوں میں پہلی بار وہ اپنے دوستوں سے لڑا تھا۔ اور ایک ایسی لڑکی کے لئے لڑا تھا جسے وہ ٹھیک سے جانتا بھی نہیں تھا۔ اسے یاد نہیں تھا، مگر نانو بتاتی تھیں کہ وہ صرف ایک سال کا تھا، جب اس کی ماں اسے نانو کی گود میں ڈال کر چلی گئی تھی۔ نانو بزنس ویمن تھیں، اکلوتی لاڈلی بیٹی کی ہٹ دھرمی پر اس کی شادی کے بعد قطع تعلق کے باوجود، جب وہ طلاق لے کر ان کے پاس آئی تو وہ اسے دھکے دے کر گھر سے نکال نہ سکیں۔ بعد ازاں ان کی بیٹی نے دوسری شادی کر لی اور ملک سے باہر اپنی نئی زندگی میں کھو گئی۔ چھوٹا مصحف، نانو کی ذمہ داری بن گیا۔ پہلے پہل انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد ازاں وہ اس کے ننھے سے وجود کی عادی ہوتی چلی گئیں۔ کہتے ہیں، اصل مال سے سود زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ انہیں بھی نواسہ پا کر بیٹی بھول گئی تھی۔ وہ بیٹی کہ جسے صرف اپنی زندگی، اپنی خوشیوں سے غرض تھی۔

مصحف پانچ سال کا ہوا تو وہ اسے اپنے ساتھ فیکٹری لے جانا شروع ہو گئیں۔ بی اے تک وہ ان کے ساتھ کالج کے بعد فیکٹری جاتا رہا۔ بعد ازاں ہائی اسٹڈی کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لئے وہ باہر گیا تو اس نے فیکٹری جانا چھوڑ دیا۔ پھر نانو کا بھی دل نہ لگا اور یوں وہ سب کچھ منیجر پر ڈال کر گھر کی ہو رہیں۔ مصحف دو سال کے بعد واپس آیا تو جیسے وہ زندگی کی طرف لوٹ آئیں۔

ان کے گھر میں مصحف اور اس کے بچپن کے تین دوستوں حمزہ، شہریار اور شاہ میر کے دم سے ہی رونق تھی۔ چاروں بلا کے شریر، نکھٹو تھے۔ شہریار کا ذاتی بزنس تھا، جبکہ حمزہ کہیں جاب کرتا تھا۔ البتہ شاہ میر ابھی بے روزگار ہی تھا۔ ادھر مصحف ساری ذمہ داری نانو اور ان کے پُر اعتماد ملازمین پر ڈال کر خود عیش کر رہا تھا۔

زندگی میں کسی بھی رشتے کو قریب نہ پا کر اس کی ذات اس آزاد بیل کی مانند پروان چڑھی تھی، جس کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔ اسے بھی رشتوں کی نزاکت و حرمت کا پتہ تھا، نہ زندگی کے صحیح چال چلن کا۔ نماز، قرآن سے اس کا واسطہ اتنا ہی تھا جتنا کسی بھی آزاد گھرانے کے بچوں یا افراد کا ہوتا ہے۔ دو سال لندن میں قیام کے دوران اس نے جی بھر کر آزادی کے مزے لوٹے تھے۔

کوئی ایسا گناہ نہیں تھا، جو اس نے دو سالوں میں کھلم کھلا نہ کیا ہو۔ تاہم پاکستان واپسی کے بعد وہ ذرا سا محتاط ہو گیا تھا۔ اپنی خوشی یا عیاشی کے لئے بنی بے حد

پیاری نانو کو کسی بھی دکھ سے دوچار کرنا اسے کسی صورت گوارا نہیں تھا۔ عجیب بے خودی سی زندگی تھی، جس میں کہیں کسی نفع و نقصان کا خیال تک نہیں تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°°

نانو، اقصیٰ کی آنٹی کا دل صاف کرنے کے بعد ان دونوں کی شادی کا باقاعدہ اعلان کرنے کی تیاری کر رہی تھیں اور ایمان یہاں آ کر بری پھنسی تھی۔ اسے مصحف سے بات کرنی تھی۔ اس روز وہ تھکن سے چور، اُلجھا اُلجھا سا گھر پہنچا تو ایمان، نانو کو کھانا کھلا رہی تھی۔ وہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ کرتا، اپنے کمرے میں جانے کے بجائے وہیں لاؤنج میں صوفے پر ٹی وی چلا کر لیٹ گیا۔

"سنیے۔" وہ چونکا تھا۔ پھر گردن پھیر کر ایمان کو دیکھتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ "جی فرمایئے۔" "آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تو چائے لے آؤں؟" "نہیں شکریہ۔" "دودھ؟" "کچھ بھی نہیں پلیز، سو جائیں آپ جا کر۔ مجھے جو چیز چاہئے ہو گی، میں خود لے لوں گا۔"

"ٹھیک ہے مگر مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔" بالآخر وہ اصل مدعا ہونٹوں پر لے آئی تھی۔ مصحف پاؤں زمین پر ٹکا کر سیدھا ہو بیٹھا۔ "کہئے۔" "وہ نانو ایک دو روز میں ہماری میرا مطلب ہے آپ کی اور میری شادی کا باقاعدہ اعلان کرنے کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیاری کر رہی ہیں۔ آپ پلیز ان سے بات کر کے انہیں روک دیں۔““کیوں روک دوں؟ آپ کو تو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کی گھڑی ہوئی کہانی سچ ہونے جا رہی ہے۔“

”میں نے آپ کو پس منظر بتا دیا تھا۔““سو واٹ؟ پلاٹ آپ کا تھا، اس کی وضاحت بھی آپ ہی کریں گی۔ تانو کو میری کسی بات کا اعتبار نہیں ہے اب۔“ وہ اس کی مدد کرنے سے صاف مکر گیا تھا۔ ایمان بے بسی سے لب کچل کر رہ گئی۔ فی الحال اس میں تانو کو سچ بتا کر ان کی ناراضی مول لینے کی ہمت نہیں تھی۔ اور ادھر وہ جیسے ہتھیلی پر سرسوں جمائے بیٹھی تھیں۔ بنا ایمان سے مشورہ کئے، وہ اس کی فرضی کہانی کو حقیقت کا رنگ دینے کے لئے بے تاب تھیں۔ ایمان کا دل چاہا، وہ وہاں سے بھاگ جائے۔

مگر بھاگ کر جاتی تو کہاں جاتی؟ اب تو کوئی در بھی ایسا نہیں رہ گیا تھا، جو اسے پناہ دے دیتا۔ عجیب بے بسی اور خاموش دعائیں تھیں۔ ادھر مصحف یوں چپ سادھے ہوئے تھا، جیسے یہ اس کا نہیں کسی اور کا معاملہ ہو۔ اسے اب اس پر غصہ آ رہا تھا۔ جبکہ وہ بے نیاز تھا، اپنے دوستوں کے ساتھ ہونے والی جھڑپ کی ٹینشن

ذہن سے جھٹکنے کے لئے ب تا نانو کے مجبور کئے، فیکٹری جانا شروع ہو گیا تھا۔

ایمان چاہنے کے باوجود اس سے تنہائی میں بات کرنے کا موقع دوبارہ نہ پا سکی۔

اس روز نانو نے اسے زبردستی مصحف کے ساتھ شاپنگ کے لئے مارکیٹ بھیجا تھا۔

تقریباً آدھا راستہ دونوں خاموش رہے تھے۔ تب ایمان نے ہی بولنے میں پہل کی۔” آپ اپنے دوستوں سے ناراضی کی وجہ سے اپ سیٹ ہیں؟ ““ نہیں۔“ وہ اس کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کر رہا تھا۔” مگر مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے دوستوں کی وجہ سے اپ سیٹ ہیں۔ اور آپ یقین کیجئے، میں اس کے لئے بہت افسردہ ہوں، میری وجہ سے آپ کو““ اس موضوع کے علاوہ کوئی بات نہیں کر سکتیں تم؟“ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے ہوئے وہ اس پر برہم ہوا تھا۔

ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔

باقی کا راستہ پھر خاموشی کی نذر ہو گیا۔ اگلے دس منٹ میں گاڑی ایک شان دار جیولر شاپ کے سامنے رکی تھی۔” آؤ۔“ گاڑی سائیڈ پر کھڑی کرنے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔” مجھے کچھ نہیں خریدنا۔ نانو حقیقت سے بے خبر ہیں، آپ تو نہیں۔“ وہ جھجکی تھی۔ تب ہی وہ پھر الٹ پڑا۔” تم آتی ہو کہ میں کھینچ کر باہر نکالوں؟“ اور وہ اس کے انداز پر حیران رہ گئی تھی تاہم بولی کچھ نہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ اس کے لئے اپنی مرضی سے جیولری پسند کر رہا تھا۔ڈائمنڈ رنگ، بریسلٹ، ایئر رنگز، لاکٹ سیٹ، جانے کیا کیا۔وہ بس خاموشی سے دیکھتی رہی تھی۔اسے یقین تھا کہ وہ اس کے بہانے اپنی کسی گرل فرینڈ کے لئے وہ سب خرید رہا ہے۔ تاہم اسے اس کے ارادوں کی خبر نہیں تھی۔

"اپنا بایاں ہاتھ ادھر کرو۔"ڈائمنڈ رنگ پر نظریں جمائے نیا حکم جاری کیا تھا اس نے۔ایمان نہ چاہتے ہوئے بھی حکم کی تعمیل کر گئی۔ تب اس نے رنگ اسے پہنا کے چیک کی، پھر بل پے کر کے اس سے یکسر لاتعلق نظر آتا شاپ سے باہر نکل آیا۔وہ آج کل اتنا مصروف اور سنجیدہ ہو گیا تھا کہ ایمان لاکھ کوشش کے باوجود اس سے کوئی بات نہ کر پاتی تھی۔اس روز اس نے باتوں ہی باتوں میں نانو کو اپنا بیک گراونڈ بتایا تھا اور وہ چونک گئی تھیں۔

"کیا ہوا نانو؟" "کچھ نہیں۔" اس کی حیرانی پر وہ اپنی پریشانی چھپا گئی تھیں۔ اور رات میں جب مصحف گھر واپس آیا تو اس نے نانو کو اٹھ کر اس کے کمرے کی طرف جاتے دیکھا تھا۔شاید وہ اس کے بارے میں جان کر پریشان ہو گئی تھیں اور اب مصحف سے اس فرضی تعلق کا اختتام چاہتی تھیں۔ کتنی خوشگوار سوچ تھی یہ کہ وہ کسی نئے امتحان میں نہیں پڑے گی۔ آج نہیں تو کل ضرور اس کی واپسی

کا کوئی راستہ نکل آئے گا۔مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہاں مصحف کیا طے کیے بیٹھا تھا۔اس کے ارادوں کی خبر اسے عین تقریب والے روز ہوئی تھی، جب اس کے بخار کی پروا کیے بغیر اسے نہ صرف باقاعدہ دُلہن بنایا گیا بلکہ مصحف نے چالاکی سے دوبارہ نکاح کی بیخ بھی اڑا دی۔نانو سے اس نے یہ ہی کہا تھا کہ وہ شادی کی پوری رسم کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ پہلے نکاح کی اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رہی۔

وہ احتجاج کرنا چاہتی تھی، نانو کو سب کچھ سچ سچ بتا کر اس جھنجھٹ سے نکلنا چاہتی تھی۔مگر اتنے مہمانوں کے بیچ وہ جیسے پنجرے میں قید چڑیا کی مانند پھڑپھڑا کر رہ گئی۔لوگوں کے بیچ پھر تماشا لگا تھا اس کا اور وہ پھر ہار گئی تھی۔نانو خوش تھیں، مصحف کا اسے پتہ نہیں تھا۔تاہم نکاح کے بعد یوں ہی اچانک اس کی نظر اُٹھی تو وہ اسے حمزہ، شہریار اور شاہ میر کے درمیان خوشگوار موڈ میں کھڑے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔یہ کیسا کھیل کھیلا تھا اس نے کہ اپنا نام دے کر اس کی عزت کے لٹیروں کے ساتھ صلح کر لی تھی۔اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔کاش! اس موقع پر اس کے بابا اس کے پاس ہوتے تو وہ ان سے ضرور کہتی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ابا! دیکھئے اللہ نے میرے ساتھ کیا، کیا ہے۔" مگر وہ اس کے پاس ہی تو نہیں تھے۔اس کا کوئی بھی اپنا اس کے پاس نہیں تھا۔تب ہی وہ بلک بلک کر رونا شروع ہو گئی تھی۔نانو جو خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھیں، اس اچانک افتاد پر بوکھلا کر رہ گئیں۔خود مصحف گھبرا کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔دونوں کو ہی اس کے یوں شدت سے رونے کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے، بچی گھبرا گئی ہے۔"نانو روہانسی ہو رہی تھیں۔مصحف نے اس کا سرد ہاتھ تھام لیا۔" آپ اسے کمرے میں لے جائیں نانو! میں کھانے وغیرہ کا انتظام کرتا ہوں۔" وہ شاید اس کے یوں اچانک رونے کی وجہ سمجھ گیا تھا۔نانو، رشتہ دار خواتین کی مدد سے اسے مصحف کے فل ڈیکوریٹڈ کمرے میں لے آئیں، جسے تھوڑی دیر پہلے ہی اس کے دوست سجا کر گئے تھے۔

"میرا خیال ہے، وہ ہمیں یہاں دیکھ کر ہرٹ ہوئی ہیں۔"حمزہ نے اس کے جانے کے بعد سب سے پہلے رائے پیش کی تھی۔شہریار اور شاہ میر نے بھی اس کی تائید کی۔" ہوں ابھی وہ جانتی نہیں ہے نا کہ تم لوگ سالے بن گئے ہو۔"وہ مسکرایا تھا۔جواب میں تینوں نے مسکرا کر اسے ایک ایک مکا رسید کیا۔

رات گئے تھکن سے چور وہ کمرے میں آیا تو ایمان چپ چپ سی گلاس ونڈو میں کھڑی جانے باہر کیا تلاش کر رہی تھی۔وہ کمرہ لاک کرتا کچھ سوچتے ہوئے اس کے قریب چلا آیا۔

"السلام علیکم!" وہ چونکی تھی اور پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے پھر آزردہ ہو گئی۔

" میرا خیال ہے، تم وہاں آسمان پر وہ ستارہ تلاش کر رہی ہو، جسے مجھے توڑ کر لانا ہو گا۔" وہ مسکرایا تھا۔سچی خوشی اس کے خوب صورت چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔تب ہی وہ پھر رو پڑی۔

"کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا؟" آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔وہ مسکرا دیا۔

کیا، کیا میں نے؟ پوری عزت اور مان کے ساتھ اپنا نام ہی تو دیا ہے۔" " یہ جانے بغیر کہ میں کون ہوں، کیا ہوں؟" " نہیں سب کچھ جان کر ہی کیا ہے، البتہ تم نہیں جانتیں کہ جس فیکٹری میں تم کئی سال کام کرتی رہی تھیں، وہ میری ہی ہے۔" " واٹ؟" وہ واقعی حیران رہ گئی تھی۔وہ اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر لے آیا۔

"ہوں یقین نہ آئے تو صبح ساتھ چلنا۔" وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ایمان نے اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹا دیئے۔" میں یہ سب نہیں چاہتی تھی۔" وہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب اضطراب کا شکار تھی۔"کیوں؟ تم یہ چاہتی تھیں کہ نانو نکاح کے بغیر ہمیں ایک کمرے میں گھسا دیتیں اور پھر" اس نے دانستہ لب دبائے تھے۔وہ بے قرار سی اس کے پہلو سے اٹھ کھڑی ہوئی۔"ایسا کچھ نہیں چاہا میں نے۔صرف پناہ چاہتی تھی آپ سے۔اور کچھ نہیں۔" "چلو، پناہ کے ساتھ ساتھ پیار، محبت، عزت، تحفظ اور بہت کچھ بھی مل گیا تو کیا ہوا۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔"

"مگر میں خوش نہیں ہوں۔" فوراً وہ دھاڑی تھی۔"کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتی میں آپ کے ساتھ۔کیونکہ میں کسی اور کو چاہتی ہوں۔" اس نے کہتے ہی رخ پھیر لیا تھا۔ادھر مصنف کا چہرہ پل میں تاریک ہو گیا۔"کیا بکواس ہے یہ؟" "بکواس نہیں، حقیقت ہے۔میں اسجد کو چاہتی ہوں۔اس اسجد کو، جو میرا بچپن کا ساتھی ہے۔جس سے میرے دکھ اور سکھ سانجھے ہیں، جو صرف میرے لئے ہے، صرف میرے لئے۔" وہ بول رہی تھی، مگر مصنف کو لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر رہا ہے۔اس میں مزید کچھ سننے کی ہمت نہیں تھی۔لہذا لب بھینچ کر ضبط کا مظاہرہ کرتا وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔

ایمان اس کے جانے کے بعد تھکی تھکی سی بیڈ پر آ بیٹھی۔اسے وہ سب ایک خواب لگ رہا تھا۔ بھیانک خواب۔جانے اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا تھا۔اجالا

سے ایمان بن کر بھی وہ زندگی کی آزمائشوں سے دامن نہیں چھڑا سکی تھی۔اسے یاد آ رہا تھا، اس روز خرابیٔ طبیعت کے باوجود وہ کام پر جانے کے لئے اٹھی تھی۔کیونکہ سیٹھ کے گھر مہمان آنے تھے اور اسے ان کے لئے بہت سی ڈشز کا اہتمام کرنا تھا۔بھابی نے اسے منع کیا تھا۔خود سعد بھی اس کی جاب کے حق میں نہیں تھا۔مگر وہ اس کی تسلی کے لئے پردے میں آتی جاتی تھی۔محلے والوں کی اس کے لئے مختلف رائے تھی۔

کوئی اس کی تعریف کرتا تھا کہ اس نے مشکل وقت میں گھر کو سہارا دیا تو کوئی اس کا نام سنتے ہی کانوں کو ہاتھ لگاتا کہ اس کا کردار صحیح نہیں۔حالانکہ اس نے ہمیشہ محتاط زندگی گزاری تھی۔فیکٹری جانے کے علاوہ کبھی بلا ضرورت گھر سے باہر قدم نہ نکالا۔فیکٹری میں کام کے دوران بھی سب کے ساتھ اس کا رویہ لیا دیا سا ہی ہوتا تھا۔اس کے باوجود دنیا اس سے خوش نہیں تھی۔مگر اسے اب دنیا کے خوش ہونے نہ ہونے سے فرق بھی کہاں پڑتا تھا۔

اسجد کے پاکستان سے چلے جانے کے بعد اس کے لئے جیسے ہر چیز بے معنی ہو گئی تھی۔اس روز خراب طبیعت کے باوجود وہ گھر سے نکل آئی تھی۔سیٹھ کی بیوی اور ماں گھر پر نہیں تھی، صرف ملازمین تھے۔وہ آ کر پچھتائی، مگر اللہ کا نام لے کر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کام میں لگی رہی۔ دوپہر تک اس کا بخار مزید بڑھ گیا۔ کچن میں مزید کھڑے رہنا اب اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ لہٰذا دوپٹے سے پسینہ پونچھتی وہ اجازت لینے کے لئے سیٹھ کے پاس آئی تھی، جو شراب کے نشے میں دھت بیٹھا مہمانوں کا انتظار کر رہا تھا۔

"آصف صاحب! میں نے کھانا تیار کر دیا ہے، میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں گھر جا رہی ہوں۔" "ابھی نہیں جا سکتیں آپ۔" فوراً وہ بولا تھا۔ اجالا کا دل دھڑک اٹھا۔ "کس نے فری کیا ہے آپ کو؟" اچانک وہ بدلے تیوروں کے ساتھ بولا تھا اور اجالا جیسے فریز ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ اٹھا تھا اور اس نے سب سے پہلے اجالا کے منہ پر ہاتھ جمایا تھا۔ یہ سب اتنا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہ سکی۔ سیٹھ نے اسے اوپر والے فلور پر اپنے کمرے میں قید کر دیا تھا۔ ساؤنڈ پروف اس کمرے میں اس کی آواز دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آتی رہی اور وہ اسے بد ارادے سے قید کر کے اسی پل کمرے سے نکل گیا۔ صبح سے دوپہر ہوئی اور دوپہر سے شام اس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سُجا لی تھیں۔ مگر وہاں کوئی اس کی مدد کے لئے نہیں آیا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ سیٹھ کے ارادے کیا ہیں اور یہ کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرنے کی ٹھانے ہوئے ہیں۔ بھوک پیاس اور بخار نے

الگ نڈھال کر چھوڑا تھا۔ اس میں اتنی سی سکت بھی نہیں تھی کہ وہ ونڈو کے شیشے توڑ کر ہی وہاں سے فرار کی کوئی کوشش کر سکتی، اس لئے وہ صرف کمرہ اندر سے لاک کر سکتی تھی اور وہ اس نے کر لیا تھا۔ مگر کب تک؟ ایک روز دو روز تین روز وہ نہیں جانتی تھی کہ تین دن گھر واپس نہ جانے پر اس کے بھائی اور بھابی کا کیا حال ہوا ہو گا۔ انہوں نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہو گا؟ کتنا غلط سمجھا ہو گا اسے؟ سب ختم ہو گیا تھا جیسے سب کچھ وہ قدرت کی اس آزمائش پر صرف رو سکتی تھی اور رو رہی تھی۔

اسے اس اجنبی کمرے میں قید ہوئے تیسرا دن تھا، جب سیٹھ اس رات اپنے ساتھ دو اور لوگوں کو بھی لے آیا۔ شاید اس میں مزید برداشت کی ہمت نہیں رہی تھی۔ وہ لوگ دروازہ توڑنے کے درپے تھے۔ اور ادھر بھوک و بیماری سے نڈھال اجالا کی جان جیسے حلق میں اٹک آئی تھی۔

عزت گنوانے کے بعد موت کا تصور اس کے لئے بے حد بھیانک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ چار سال بعد اسے پھر اللہ یاد آیا تھا۔

وہ جانتی تھی، اس لمحے اللہ کی پاک ذات کے سوا دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکتی تھی۔ عزت گنوانے کے بعد زندہ بچ جانا کوئی معنی بھی نہیں رکھتا تھا لہٰذا

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللہ سے اپنی عزت کی حفاظت کی دعا مانگی، آخری کوشش کے طور پر لڑکھڑاتی اُٹھی تھی اور طاقت سے جو چیز
بھی ہاتھ لگی اس نے ونڈو پر دے ماری۔باہر گھپ اندھیرے میں صرف لان کی لائٹیں جل رہی تھیں۔نہ کچھ دکھائی دے رہا تھا، نہ سمجھ میں آ رہا تھا۔ونڈو کا شیشہ صرف اتنا ٹوٹا تھا کہ وہ زخمی ہو کر ہی سہی، مگر باہر نکل سکتی۔اگر سیٹھ کا کمرہ سیکنڈ یا تھرڈ فلور پر ہوتا تو شاید وہ کبھی وہاں سے زندہ بچ کر نہ جا سکتی۔
ونڈو سے باہر کودنے کے بعد وہ زخموں کی پروا کئے بغیر بھاگ کر گیٹ کے قریب آئی تھی جہاں موجود کتے نے بندھا ہونے کے باوجود اسے دیکھ کر بھونکنے کے ساتھ ساتھ اچھلنا کودنا شروع کر دیا تھا۔گیٹ لاک نہیں تھا۔پھر بھی وہ اسے کھول کر باہر نکلتے ہوئے ہانپ گئی تھی۔سب کچھ جیسے ڈرامائی ہو رہا تھا۔اللہ کی مدد شامل حال ہو تو وہ کیسے اپنے بندوں کو بھنور سے سلامت نکال لیتا ہے، اس وقت وہ جان پائی تھی۔
کتے کے بھونکنے کی تیز آواز پر وہ لوگ جو اسے شکستہ عمارت کی مانند مسمار کر دینا چاہتے تھے، بھاگ کر باہر آئے تھے۔مگر تب تک وہ کافی دور نکل آئی تھی۔پھر بھی انہوں نے اس کا پیچھا کیا تھا۔وہ عزت بچانے کے لئے سیٹھ کے گھر سے

بھاگ آئی تھی۔مگر دل بچانے کے لئے مصحف علی میر کے گھر سے نہ بھاگ سکی۔جانے ابھی اس کی تقدیر میں اور کس کس سے بھاگنا لکھا تھا۔

****

شدید تھکن، بخار اور اُلجھن کے باوجود وہ بیڈ پر بیٹھی ب نالباس تبدیل کئے سو گئی۔اسے خبر ہی نہ ہوئی۔مصحف دوبارہ کمرے میں آیا تو وہ سمٹ کر سو رہی تھی۔ وہ ایک نظر اس پر ڈالتا، گہری سانس بھر کر بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آ بیٹھا۔اجالا کی آنکھ کھلی تو وہ اسے قریب بیٹھا دیکھ کر فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی۔اس کا خیال تھا، وہ اب اسے بستر چھوڑنے کو کہے گا اور کہے گا کہ اسے نیند آ رہی ہے۔لہٰذا وہ اس کے بستر سے اُٹھ جائے۔مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔خوب صورت آنکھوں کی سرخی اس کے اندر کا حال خوب واضح کر رہی تھی۔"کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ اس وقت تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا اور تم کیوں بھاگ کر آئی تھیں؟" کچھ دیر خاموشی کے بعد کمرے میں اس کی آواز گونجی تھی۔اجالا کے ہاتھ اپنے گلے پر رُک گئے۔وہ زیور اتارنے کی کوشش میں تھی۔
"ہوں سب بتاؤں گی مگر کیا آپ میرا یقین کریں گے؟" "ہاں کروں گا۔" وہ اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔اجالا اپنے ہاتھوں کے ناخن سے کھیلتی، اسے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شروع سے آخر تک تمام حالات و واقعات سے آگاہ کرتی گئی۔ یہاں تک کہ اپنے تایا غلام عباس کے اپنے مذہب سے پھر جانے کے حوالے سے بھی۔ مصحف اس دوران بالکل خاموش رہا تھا۔

"اب کہاں ہوتے ہیں وہ؟ اور جس بیوی کو وہ شخص چھوڑ چکا ہے، اس کا کیا بنا؟" "پتہ نہیں تایا سے علیحدگی کے بعد انہوں نے دوبارہ کسی سے رابطہ ہی نہیں رکھا اپنا بیٹا بھی وہ ساتھ ہی لے گئی تھیں۔" "ہوں یعنی اسجد غلام عباس کا بھائی؟" "جی۔ تایا کا بڑا بیٹا اور اسجد کا بڑا بھائی۔" "تمہیں پتہ ہے اس کا نام کیا ہے؟" اب اس نے رخ پھیرا تھا۔ اجالا سر نفی میں ہلا گئی۔ "نہیں مگر آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"اس لئے تاکہ تم اس ایمرجنسی شادی کی وجہ جان جاؤ۔ جاننا چاہو گی، اسجد غلام عباس کا بڑا بھائی کون ہے؟ میں ہوں میں، تمہارا شوہر، مصحف علی میر۔" ایک دم وہ جذباتی ہوا تھا۔ اجالا حیرانی سے گنگ ب نا پلک جھپکائے اسے دیکھتی رہی۔ "مجرم ہے وہ شخص میرا، جس نے زندہ ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ باپ کی شفقت سے محروم رکھا مجھے۔ اور اب اس کا بیٹا بھی میرا مجرم ہے، جس نے بیوی ہوتے ہوئے بھی مجھے اس کی سچی محبت سے محروم کر دیا۔" وہ اس کے

سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتا تھا، تب ہی اٹھ گیا تھا۔ اجالا کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ "تم اجالا ہو یا ایمان، جو بھی ہو، دونوں ہی نام بہت سوٹ کرتے ہیں تم پر۔ کچھ روز پہلے جانے کیوں مجھے لگا کہ اگر میں تمہارے جیسی لڑکی کے ساتھ زندگی گزاروں گا تو میری زندگی تاریک نہیں ہو گی۔ جو مضبوطی میں نے تمہارے کردار کے حوالے سے دیکھی، فیکٹری منیجر سے جانی، اس کے بعد مجھ پر واضح ہوا کہ عورت کی اصل خوب صورتی ایمان کی، کردار کی حفاظت ہی تو ہے۔ کچرا تو کسی بھی شخص کو گھر میں اچھا نہیں لگتا۔ مگر وہ کہتے ہیں نا کہ نیک مرد کے لئے نیک عورت اور بد مرد کے لئے بد عورت ہوتی ہے، تو پھر تم مجھے کیسے مل سکتی ہو؟ زبردست بھی کبھی کوئی تعلق بن پایا ہے کسی سے؟" گلاس ونڈو سے پردے ہٹا کر باہر یاسیت سے دیکھتا وہ بھاری آواز میں کہہ رہا تھا۔ اجالا شرمندہ سی اٹھ کر اس کے پاس چلی آئی۔ "آپ بہت اچھے ہیں، کوئی بھی اچھی لڑکی" "ہر موڑ، ہر قدم پر اچھی لڑکیاں نہیں ملتیں۔ اپنے اصول، اپنے رنگ ہوتے ہیں زندگی کے جس طرح کتاب میں ہر باب ایک جیسا نہیں ہوتا، اسی طرح زندگی کے اسٹیج پر ہر کردار ایک جیسا نہیں ہوتا۔ ایسے ہی ہوتے ہیں کچھ لوگ، جن کے حصے میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صرف پیاس آتی ہے۔صرف پیاس۔" اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر وہ پھر جذباتی ہوا تھا۔اجالا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی سر جھکا گئی۔

"آپ کے بازو کا زخم کیسا ہے اب؟"وہ اس کا دھیان بٹانا چاہتی تھی۔مصحف بے قرار سا ونڈو سے پلٹ آیا۔" ٹھیک ہے مگر میں اس زخم کو کبھی بھرنے نہیں دوں گا۔یہ جب تک رستا رہے گا، مجھے یاد رہے گا کہ میری زندگی میں کوئی آیا تھا۔" وہ اب ڈریسنگ ٹیبل کی دراز پر جھکا تھا۔

"اور یہ لو یہ سب میری طرف سے تمہارے لئے ہے۔جب یہاں سے جاؤ تو یہ سب چیزیں تحفت اپنے ساتھ لے جانا۔پلیز"ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے کچھ روز پہلے اسی کے ساتھ خالص اپنی پسند سے خریدی جانے والی جیولری وہ اب اس کی نذر کر رہا تھا۔اجالا ہکا بکا سی دیکھے گئی۔

"برا مت ماننا، مگر میں اسجد غلام عباس سے جڑی ہر چیز سے نفرت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ اس کے باپ سے بھی اسی لئے اس کا نام میرے نام کا حصہ نہیں ہے۔تاہم اس کی محبوبہ سے شاید میں کبھی نفرت نہ کر پاؤں۔اور اس کی وجہ خود میں بھی نہیں جانتا۔تمہیں جتنے دن یہاں رہنا ہے، رہو۔جب جانے لگو تو چپکے سے چلی جانا۔پلیز۔" اس کا سر درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔اجالا ایک اجنبی

شخص کی خود سے اتنی چاہ پر حیران ہی تو رہ گئی تھی۔وہ ایک مرتبہ پھر کمرے سے نکل گیا تھا۔تاہم وہ الجھی سی وہیں کھڑی رہی۔اس وقت وہ شخص کیا کیا منکشف نہیں کر گیا تھا اس پر۔بہتے اشکوں کے تسلسل میں روانی کم ہے ایسا لگتا ہے کہ دریاؤں میں پانی کم ہے تو نے دامن میں سمیٹے ہیں زمانے کتنے اے محبت تجھے انسان سا فانی کم ہے

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ماربل لگے شان دار گھر میں جوڑوں کے درد کے ساتھ تنہا بیٹھی شہناز بیگم جیسے اب گھبرانے لگی تھیں۔اسجد ملک سے باہر تھا اور ولید کی جو سرگرمیاں تھیں، وہ اب ان کی نگاہ سے اوجھل نہ رہ سکی تھیں۔وہ ڈرنک کرنے لگا تھا۔چار پیسے ہاتھ آ جانے کے بعد اس کے طور طریقے بھی ہائی سوسائٹی والوں جیسے ہو گئے تھے۔

پانچ وقت کی نماز اور قرآن کی باتوں پر اب وہ اپنے دوستوں کا مذاق اڑاتا۔

صرف اُنیس سال کی عمر میں اس نے قدم بدکاری کی دلدل میں بھی اتار دیئے تھے۔شہناز بیگم سب کچھ دیکھ رہی تھیں، مگر خاموش تھیں۔غلام عباس صاحب پر اب بہت سے بھید کھل رہے تھے۔غریب مسلمانوں کی مجبوریوں کو جانچ کر ان

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے ان کی دنیا و آخرت کی سرخروئی خریدنے والوں کے مظالم بہت بھیانک تھے۔

وہ شخص اب جان رہا تھا کہ حقیقت کیا تھی۔

بڑے پیمانے پر سارے ملک میں بھوک بکھیر دینے والوں کے اپنے ضمیر اور ایمان تو کب کے ب ک چکے تھے۔اب تو صرف مسلمان ہونے کا لیبل رہ گیا تھا ان پر مگر یہ بڑے پیمانے پر سارے ملک پر بکھرنے والی بھوک، وہاں ان غریب، محنت کش،سفید پوشوں کی زندگیوں میں کیسے کیسے دکھ اور طوفان لا رہی تھی۔شاید اس طرف ابھی کسی کا دھیان ہی نہیں جا رہا تھا۔اندر سے کافر اور باہر سے بظاہر مسلمان وہ لوگ، کس تباہی کی طرف عوام کو دھکیل رہے تھے۔

اگلے روز وہ ابھی شاہ میر کے گھر سے آیا تھا کہ نانو کے حضور اس کی پیشی لگ گئی۔اجالا بڑے مزے سے ان کی پشت پر کھڑی ان کے بالوں میں مساج کر رہی تھی۔وہ سرسری سی ایک نظر اس پر ڈالتا مجبوراً وہیں چلا آیا۔

"السلام علیکم نانو" !

"وعلیکم السلام۔"نانو کے تیور خطرناک تھے۔وہ پھر اجالا کو دیکھتا ان کے قریب ہو بیٹھا۔"کیا بات ہے نانو! کل پرسوں سے ناراض ناراض سی لگ رہی ہیں۔" "میں کیوں ہونے لگی تم سے ناراض۔میرا کیا واسطہ ہے تم سے؟" نانو بھری بیٹھی

تھیں۔مصنف کو زور کا جھٹکا لگا۔" ارے ایسا کیا کر دیا میں نے جو آپ نے سارے واسطے ہی ختم کر دیئے؟ " "ہاں تم کیا کرو گے؟ تیس سے اوپر کے ہو گئے ہو، ابھی تک لڑکے بالوں والی حرکتیں نہیں گئیں تمہاری میں تو بے کار پرزہ ہوں، مجھے تو چھوڑو، مگر بیوی کا خیال تو کرو۔رات گئے تک تمہارا انتظار کرتی رہتی ہے۔ادھر فیکٹری میں نقصان پر نقصان ہو رہا ہے۔مگر تمہاری جوتی کو پروا نہیں۔ سوچ کیا رکھا ہے تم نے آخر؟" وہ اس پر الٹ پڑی تھیں۔مصنف انہیں دیکھ کر رہ گیا۔" آج میں ہوں، گھر کا نظام چل رہا ہے۔کل آنکھیں بند ہو جائیں گی تو کیا بھوکے مرو گے؟ آنے والے بچوں کا کیا ہو گا؟ کیا بھیک منگواؤ گے ان سے؟ یا انہیں بھی اپنی طرح آوارہ گرد بنا کر دوسروں کو کھلاؤ گے؟" غصے نے نانو کا چہرہ غضب ناک کر دیا تھا۔وہ ایک لفظ نہ کہہ سکا۔نانو زندگی میں پہلی بار اس پر یوں غصہ ہوئی تھیں۔

"آئی ایم سوری نانو!"بہت دیر خاموشی کے بعد وہ محض یہ ہی کہہ سکا تھا۔اجالا نے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ دیا۔وہ کمرے میں آیا تو وہ اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"نانو کی باتوں کو دل پر مت لیجئے گا۔اصل میں آج کل ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تو مزاج تھوڑا چڑچڑا ہو گیا ہے۔انھیں کیا پتہ، یہی تو عمر ہے زندگی کو انجوائے کرنے کی۔جہاں تک فیکٹری کی بات ہے تو وہ میں جوائن کر لوں گی۔اب آپ میں یا مجھ میں کوئی فرق تھوڑی ہے۔"تھوڑی بے تکلفی سے وہ بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ گئی تھی۔ مصحف کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھتا رخ پھیر گیا تھا۔

"اور جہاں تک بچوں کی بات ہے تو وہ تو ہم ہونے ہی نہیں دیں گے، سو آپ ان کی بھی فکر مت کریں۔مجھے تو اتنا اچھا لگتا ہے سارے دن گھر میں آزاد رہنا۔"

"تم چپ کرتی ہو یا میں کھڑکی سے اٹھا کر پھینک دوں باہر؟"اچانک وہ دھاڑا تھا۔اجالا بمشکل ہنسی ضبط کرتی خاموش ہو بیٹھی۔

"کھانا لاؤں آپ کے لئے؟"تھوڑی دیر بعد پھر اس کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔وہ چپ بیٹھا رہا۔تب ہی وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔"کیا بات ہے آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔" "کوئی بات نہیں ہے۔تم جاؤ یہاں سے، پلیز۔"

"کیوں جاؤں؟ اگر یہ آپ کا کمرہ ہے تو میرا بھی کمرہ ہے۔" "تمہارا کمرہ نہیں ہے یہ۔انجام جانتی ہو اس کمرے میں سونے کا؟" اچانک دھاڑ کر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا۔اجالا بے ساختہ نظر چرا گئی۔

"مت اتنا آزماؤ مجھے کہ ٹوٹ کر بکھر جاؤں۔جب یہ طے ہے کہ تمہیں یہاں سے جانا ہے تو مت عادی بناؤ اس گھر کے مکینوں کو اپنا۔جو تعلق کاغذی ہے، اسے کاغذی ہی رہنے دو۔بہت سادہ دل، بہت بھولی ہیں میری نانو۔انھیں مزید بے وقوف مت بناؤ۔خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔"وہ چیخ گیا تھا۔اجالا جھکا سر اٹھا کر ایک نظر اس پر ڈالتی، وہیں اس کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی۔

"میں جانتی ہوں، میری وجہ سے آپ بہت اذیت سے گزر رہے ہیں۔اور میں یہ بھی مانتی ہوں کہ میں نے کسی طور پر ایسا نہیں چاہا تھا، جو ہو گیا۔مگر میں آپ پر واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ مجھے اب یہاں سے کہیں نہیں جانا۔اس کمرے میں میرے لئے کوئی جگہ ہو یا نہ ہو مگر اس گھر سے میں مرنے کے بعد ہی جاؤں گی، یہ یاد رکھئے گا۔"

"اونہہ کے بہلا رہی ہو؟ مجھے یا اپنے آپ کو؟ ابھی تمہارا اسجد غلام عباس مل جائے تو پھر" "پھر بھی نہیں جاؤں گی۔" اس کا دل ایک لمحے کے لئے ٹھہرا

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا۔ مگر اس نے دل کی پروا نہ کرتے ہوئے جیسے فیصلہ کر لیا تھا۔ مصحف نے سر جھٹک کر اس کی بات کو ہنسی میں اڑایا تھا۔

○○○○○○○○○○○○○

اس روز موسم صبح سے ہی خاصا گرم تھا۔ اجالا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی سو نانو نے اسے زبردستی مصحف کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا تھا۔ ڈاکٹر سے فارغ ہو کر وہ نانو کی ہدایت پر مارکیٹ چلی آئی تھی اور یہیں مصحف نے اسے بتایا تھا۔

شہریار کی شادی ہو رہی ہے، میں کچھ روز تک گھر نہیں آ سکوں گا، اس کا اصرار ہے کہ تم سگی بہن کی طرح اس کی شادی میں شرکت کرو۔ کیونکہ اس کی اپنی کوئی بہن نہیں ہے۔ شاہ میر اور حمزہ بھی تم سے بہت شرمندہ ہیں۔ بلکہ حمزہ تو آج شام کی فلائٹ سے ہی باہر جا رہا تھا۔ میں نے اور شہریار نے زبردستی روک لیا۔ بہرحال اگر تم ان سب کو معاف کرنے کا حوصلہ کر سکو تو میرے ساتھ چلنا، انہیں بہت خوشی ہو گی۔ بصورت دیگر تم پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔"

وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی، مصحف کی اطلاع کے بعد اسے دیکھنے لگی۔

"ٹھیک ہے، میں چلوں گی آپ کے ساتھ۔ مگر نانو " "وہ بھی ساتھ ہی چلیں گی۔ بچپن سے ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے اور رہنے کی عادت ہے

ہمیں۔" "نانو کے بچپن سے؟" وہ ہنسی تھی۔ مصحف نے ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد پھر رخ پھیر لیا۔ یوں لگتا تھا، جیسے وہ پتھر ہی ہو گیا ہو۔ شہریار اور اس کی ہونے والی بیوی کے لئے بہت سی چیزیں خریدنے کے بعد وہ گھر واپس لوٹے تو دونوں کا ہی تھکن سے برا حال تھا۔ اسی روز شام میں وہ مصحف کے ساتھ جانے کے لئے ہلکی پھلکی سی تیاری کے ساتھ کمرے سے نکلی تو وہ جو نانو کے ساتھ باتوں میں مگن تھا، ایک دم سے ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اچھی لگ رہی ہوں نا، نانو!" اس کی محویت پر شرارت سے مسکراتی وہ نانو پر جھکی تو مصحف نے جلدی سے نظر پھیر لی۔ راستے میں وہ اسے بتا رہا تھا۔ "تمہیں شاید خبر نہ ہو، مگر مجھے ابھی کچھ روز پہلے پتہ چلا ہے، غلام عباس کی سیکنڈ وائف کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔ اور اس کا جو چھوٹا بیٹا تھا ولید، اسے کسی نے ایک کال گرل کے لئے قتل کر دیا۔ بیٹی بھی گھر سے فرار ہو گئی۔ کچھ نہیں رہا اس شخص کے پاس سوائے پچھتاؤوں اور خاموشی کے۔" وہ بتا رہا تھا اور اجالا کو لگ رہا تھا، جیسے اس کا سارا وجود سرد پڑ گیا ہو۔ پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ وہ کتنی بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اتنی جلدی اس شخص کا حساب کلیئر کر دیا تھا اللہ نے؟ اتنی جلدی نفع و نقصان کا بھید کھول دیا تھا اس پر۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب آنسو اس کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گالوں پر پھسل پڑے۔نانو اب مصحف سے کچھ کہہ رہی تھیں، مگر اجالا کو لگا جیسے اس کا دماغ سُن ہو گیا ہو۔شہریار کے گھر اس کا خاصا شان دار استقبال ہوا تھا۔حمزہ اور شاہ میر بھی وہیں تھے۔وہ سُن اعصاب کے ساتھ چپ چاپ سی نانو کے ساتھ ہی جڑی رہی۔شہریار، شاہ میر اور حمزہ بار بار آ کر اسے تنگ کر رہے تھے مگر وہ ان کی شرارتوں پر جواب اً مسکرا بھی نہ سکی۔تب ہی حمزہ نے مصحف سے کہا تھا۔

"لگتا ہے، بھابی نے ابھی تک ہمیں معاف نہیں کیا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے یار! وہ اصل میں بہت اپ سیٹ ہے۔" "چلو، تم کہتے ہو تو مان لیتے ہیں۔ویسے تم ہو بہت خوش نصیب، کیونکہ تمہیں وہ لڑکی ملی ہے، جس کے چہرے پر کسی فیشل، کسی میک اپ کی چمک نہیں، بلکہ ایمان کا نور ہے۔اور میں جانتا ہوں، اس کی صحبت میں بہت جلد تم بہت اچھے انسان بن جاؤ گے۔"

"بن گیا ہوں یار! اب اور کیا بننا ہے؟" ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اس نے ترچھی نظر سے نانو کے ساتھ جڑی بیٹھی اجالا کو دیکھا تھا۔حمزہ مسکرا دیا۔رات وہ عشاء کی نماز سے فارغ ہوئی تو شہریار اس کے پاس چلا آیا۔"بھابی! وہ آپ کا بستر،

مصحف کے کمرے میں لگانا ہے یا" "میں نانو کے ساتھ سوؤں گی۔" شہریار کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ بول پڑی تھی۔وہ مسکرا کر رہ گیا۔

اگلے روز وہ قدرے فریش تھی۔مصحف بے دار ہو کر نانو کے پاس آیا تو وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹی، ان کی ہدایتیں سن رہی تھی۔وہ بھی پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"نانو! یہ زیادتی ہے، بیوی میری اور قبضہ آپ کا۔" "خود کو بیوی کے قابل بناؤ، پھر شکوہ کرنا۔" نانو کے آج کل مزاج ہی بدلے ہوئے تھے۔وہ تڑپ اٹھا۔"کیا مطلب ہے آپ کا؟ فیکٹری جانے لگا ہوں۔دوست، یار سب چھوڑ دیئے۔شام ڈھلتے ہی گھر کی راہ لیتا ہوں۔ابھی بھی قابل نہیں؟" "اپنے آپ سے پوچھو یہ سوال۔"

"آپ بدل گئی ہیں نانو! مجھے پتہ ہے اس ساحرہ نے تعویذ پلا کر اپنا ہم نوا بنا لیا ہے آپ کو۔ماں باپ تو چھن ہی گئے تھے، نانو بھی میری نہیں رہی۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ اجالا کی ہنسی نکل گئی۔"دیکھ لوں گا میں تمہیں۔ذرا ہاتھ لگو بس میرے۔" اب وہ اسے دھمکا رہا تھا۔وہ ہنستی گئی۔رات مہندی کا فنکشن تھا۔نانو کی فرمائش پر خواہش نہ ہونے کے باوجود وہ بہت اچھی طرح سے تیار ہوئی تھی۔سی گرین کلر مصحف کا فیورٹ تھا، اس نے وہ ہی پہنا۔جبکہ خود مصحف رف حلیے میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہی پھر رہا تھا۔اجالا نے پہلی بار اسے دل کی نظر سے دیکھا تھا۔وہ وہاں موجود سب مردوں میں سب سے زیادہ حسین اور وجیہ تھا۔رف حلیے میں بھی اس کی شخصیت بہت سی لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔شہریار کو مہندی لگ رہی تھی اور وہ اس کے برابر میں بیٹھا سب سے چھیڑ چھاڑ میں مصروف تھا۔

اچانک کچھ سوچ کر اجالا کا سکون جیسے رخصت ہو گیا۔اس نے اسجد کو کھویا تھا، کھو دینے کی اذیت، عجیب سی تکلیف اس کے لئے غیر شناسا نہیں تھی۔مگر سب کچھ کھو کر جو کچھ اس نے اللہ کی کرم نوازی سے پایا تھا۔ اب اس سے بھی ہاتھ دھو لینے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔وہ جانتی تھی کہ اس میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے کہ کوئی ہمیشہ کے لئے صرف اسی کا ہو کر رہے، مگر اس کا یہ بھی ایمان تھا کہ اگر وہ پورے خلوص اور یقین کے ساتھ اپنے رب، اپنے اللہ کے سامنے جھکتی ہے اور اس سے مصحف علی میر کا دائمی ساتھ مانگتی ہے تو اس بادشاہوں کے بادشاہ، اس کائنات کے واحد و یکتا، خالق و مالک کے کرم سے، وہ شخص زندگی بھر کسی اور چہرے کو نہیں دیکھے گا۔اگر دیکھے گا بھی تو اس کی نگاہ میں وہ پسندیدگی نہیں ہو گی، جو دل کو بے ایمان کر دے۔

ایک دم سے اس کا دل محفل سے اچاٹ ہو گیا تھا۔بہت چپکے سے وہ اُٹھی تھی اور نانو کو بتا کر اندر کمرے میں چلی آئی۔عشاء کی نماز کا وقت نکل رہا تھا۔اس نے کپڑے تبدیل کئے اور سکون سے وضو کر کے اپنے مالک کے حضور آ کھڑی ہوئی۔نماز کے دوران اس کے ذہن سے جیسے سب نکل گیا تھا۔اگر کچھ رہا تھا تو صرف اپنی نجات اور اپنے بابا کی سلامتی۔نماز کے بعد کتنی ہی دیر تک وہ ہاتھ پھیلائے خاموش روتی رہی۔سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ اپنے مالک سے کیا مانگے اور کیسے مانگے؟ ادھر مصحف کچھ دیر تو اس کے نظر نہ آنے پر بے چینی سے پہلو بدلتا رہا، بعد ازاں رہا نہ گیا تو اُٹھ کر نانو کے پاس چلا آیا۔

نانو! اجالا کہاں ہے؟ دکھائی نہیں دے رہی۔" "اندر کمرے میں گئی ہے نماز پڑھنے۔"

"اوہ ایک تو یہ لڑکی بھی نا۔لگتا ہے، کسی مولانا کی روح سما گئی ہے اس میں۔ جب دیکھو مصلّے پر ہی بیٹھی ہوتی ہے۔" وہ چڑا تھا۔نانو اسے گھور کر رہ گئیں۔" تمہیں توفیق نہیں ہوتی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں پر بھی اعتراض کرو۔" "میری یہ مجال کہاں؟ اب تو اس نے آپ کو بھی لگا لیا ہے نماز روزے پر۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ تو سائیڈ لیں گی نا۔" جل کر وہ پلٹا تھا۔نانو دل ہی دل میں مسکراتی دوبارہ ساتھ والی آنٹی سے باتوں میں مشغول ہو گئیں۔

اجالا غلام محمد واقعی گلاب تھی، جس کی خوشبو سے ان کا گھر مہک اٹھا تھا۔اگر وہ سگریٹ ثابت ہوتی تو شاید ان کے ساتھ ساتھ مصعف کی زندگی میں بھی دھواں بھر جاتا۔واقعی ہر چیز اثر ڈالتی ہے۔ہر چیز کی صحبت کا اثر پڑتا ہے۔ مصعف جس وقت دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا، وہ سارے عالم سے بے نیاز مصلّے پر بیٹھی آنکھیں بند کیے روئے جا رہی تھی اور اس کے لب بار بار ایک ہی دعا کر رہے تھے۔

"مجھ پر رحم کر میرے مولا! میرے شوہر کو میرا ہی رکھنا اب کچھ بھی کھونے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔ مجھ گناہ گار کو رشتوں کی آزمائش سے بچا لے۔" وہ ٹھٹکا تھا اور اس کا یا پلٹ پر حیران رہ گیا تھا۔کہاں تو وہ کسی کی محبت کے دعوے کر رہی تھی اور کہاں اب وہ پلٹا تھا اور وہیں کمرے کے باہر سیڑھیوں پر بیٹھ گیا تھا۔ پچھلے چند دنوں سے اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔وہ ساری سرگرمیاں جو اس کی بہترین وقت گزاری کا باعث تھیں، بے کار ہو کر رہ گئی تھیں۔ایک

عجیب سی بے سکونی نے دل و دماغ کو جیسے جکڑ لیا تھا۔شاہ میر کی نظر اس پر پڑی تھی اور وہ اسے کھینچ کر زبردستی پھر مہندی کے پنڈال میں لے گیا تھا۔

اجالا نماز سے فارغ ہو کر نیچے آئی تو وہ دوستوں میں گھرا، ہلکا پھلکا ڈانس کر رہا تھا۔وہ تادیر اسے دیکھتی جانے کن کن سوچوں میں کھوئی رہی۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

اگلے روز بارات جانی تھی۔شہریار کی مما نے اجالا کو سچ مچ شہریار کی بہن بنا کر، اس سے بہنوں والے سارے کام لیے تھے۔وہ اتنی مصروف تھی کہ اسے مصعف کی تیاری میں اسے مدد دینے کا وقت بھی نہیں مل سکا تھا۔ جس پر وہ اس سے ناراض تھا۔بارات مقررہ وقت پر ہوٹل پہنچی تھی۔نانو گھر پر ہی رہ گئی تھیں، جبکہ اجالا، شہریار کی مما کے ساتھ ساتھ تھی۔ مصعف خفا خفا سا شہریار اور بقیہ دوستوں کے ساتھ ہی اسٹیج پر بیٹھ گیا تھا، جس کا اسپیشل انتظام کیا گیا تھا، جبکہ وہ نیچے تھی۔

دلہن اور دلہا کا نکاح ہو گیا تھا۔ہر طرف رنگا رنگ قہقہے تھے۔وہ دوپٹہ ٹھیک کرتی پلٹ رہی تھی جب ساکت رہ گئی۔وہاں اس سے کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر کھڑا وہ شخص شاید نہیں، یقیناً اسجد غلام عباس تھا۔وہ اسجد غلام عباس جو کبھی اس کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جینے کا سبب تھا۔سادہ سے کپڑوں میں ملبوس اس وقت وہ ایک چھوٹے سے بچے کو بانہوں میں لئے کھڑا تھا اور اس کی نگاہیں اپنے برابر کھڑی ایک خوش شکل سی لڑکی کے میک اپ میں رنگے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔شہریار کی مما کی ان سے بے تکلفی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ "خاص مہمان" تھے۔یہ تو اسے بعد میں پتہ چلا تھا کہ شہریار کی دُلہن اور اسجد کی ماڈرن بیوی دونوں آپس میں بہنیں تھیں۔

وہ شخص جو اس کے لئے زندگی کی مثال تھا، اس نے اس کا انتظار نہیں کیا تھا۔وہ اپنی دنیا میں خوش اور مگن تھا۔اور وہ وہ کیا سے کیا ہو کر رہ گئی تھی اس کے لئے؟ اسے لگا شاید وہ زیادہ دیر تک اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں رہ سکے گی۔ تبھی اس نے پاس پڑی کرسی کو تھاما تھا۔ مصحف جو اسٹیج پر مصروف تھا، اچانک اس کی نگاہ اس پر پڑی تھی اور وہ لپک کر پاس آیا تھا۔"تم ٹھیک ہو نا اجالا؟" "پتہ نہیں۔" اپنے کندھوں کے گرد اس کے مضبوط بازوؤں کا سہارا پا کر وہ پلٹی تھی۔ مصحف نے دیکھا، اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔"کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟"

"نہیں۔"کتنا پریشان ہو گیا تھا وہ اس کے لئے۔اجالا چاہنے کے باوجود خود کو نارمل نہ رکھ سکی۔

"اوکے چلو۔شاید گیدرنگ کی وجہ سے بی پی لو ہو گیا ہے۔"فوری فیصلہ کرتے ہوئے وہ اسے سہارا دے کر وہاں سے نکال لایا تھا۔اجالا کے ہاتھ اور پورا جسم جیسے برف ہو رہا تھا۔ مصحف کی جان پر بن گئی۔باہر گاڑی میں کچھ پل اس کے ہاتھ مسلنے کے بعد وہ اسے ہاسپٹل لے آیا تھا اور وہیں سے فون کر کے اس نے شہریار کی مما سے معذرت کی تھی۔

رات گئے تک اجالا کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو وہ اسے لے کر گھر واپس لوٹا۔ نانو کو بھی اس نے فون پر بتا دیا تھا اور اب وہ پہلی فرصت میں گھر واپسی کے لئے پر تول رہی تھیں کہ اجالا میں تو خود ان کی بھی جان تھی۔ مگر شہریار کی مما نے انہیں زبردستی رات کے لئے روک لیا تھا۔"اب کیسی طبیعت ہے؟" جونہی وہ بیڈ پر اٹھ کر بیٹھی، مصحف بے تابی سے پاس چلا آیا۔

"ٹھیک ہوں۔بس سر چکرا رہا ہے۔آپ وضو کروا دیں گے مجھے؟" "شٹ اپ یار! آنکھیں کھل نہیں رہیں، سر چکرا رہا ہے اور تمہیں وضو کی پڑی ہے۔" ہاں۔ جان سُولی پر کیوں نہ ٹنگی ہو،

میں نماز نہیں چھوڑ سکتی۔بہت مشکل سے پایا ہے اپنے رب کو آپ جانتے ہیں، ایک معمولی سی آزمائش پر پھر اسے چھوڑ دوں؟ غافل ہو جاؤں اس سے، اس کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حقوق سے؟" "اس کے حقوق کی بہت فکر ہے، جبکہ کائنات میں اس سے بڑھ کر معاف کرنے والا کوئی نہیں۔ مگر اس کے بندوں کے حقوق کی کوئی پروا نہیں۔" وہ اب گلہ کر رہا تھا۔ اجالا نظر چرا گئی۔ "بخار ہو رہا ہے تمہیں۔ صبح پڑھ لینا اکٹھی، پلیز۔"

"نہیں، مختصر پڑھ لیتی ہوں۔ نہیں تو ساری رات سو نہیں سکوں گی۔" "بہت ضدی ہو تم۔ میری کوئی بات نہ ماننے کی تو ویسے بھی قسم کھا رکھی ہے تم نے۔" "غلط بات کہیں گے تو کیسے مان سکتی ہوں؟ آپ کی جگہ میرے ابا جی ہوتے تو کبھی نہ کہتے کہ نماز مت پڑھو، چاہے میری جان ہی کیوں نہ نکل رہی ہوتی۔" "ٹھیک ہے۔ کرو جو دل میں آتا ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے اگر گر پڑیں تو میں اٹھانے نہیں آؤں گا۔ خوامخواہ اتنا اچھا فنکشن چھوڑ کر یہاں آیا تمہارے ساتھ۔" وہ جلا تھا۔ اجالا چاہ کر بھی خود کو ہنسنے سے باز نہ رکھ سکی تھی۔ نماز پڑھ کر وہ بستر پر آئی تو مصحف اس کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔

"آپ بھی کبھی نماز پڑھ لیا کریں۔ پھر دیکھئے گا، کتنی جلدی سکون کی نیند آتی ہے۔" "تم نے پڑھ لی ہے نا، کافی ہے۔" وہ جلا بیٹھا تھا۔ اجالا اس کے پہلو میں ٹک گئی۔ "کافی نہیں ہے نماز ہی تو ہماری پہچان ہے مصحف! نماز سے ہی تو پتہ چلتا

ہے کہ ہم اپنے اللہ کے عاجز و فرمانبردار بندے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے والے، ان کے غلام ہیں۔ نماز ہی تو ہے جو ہمیں اپنے رب کے قریب لاتی ہے۔

جب کوئی ہمارے ساتھ نہیں ہوتا، جب ہمیں کہیں سے امان نہیں ملتی، تب نماز ہی تو کام آتی ہے ہمارے۔" "تمہارا تبلیغ کا پروگرام ہے آج؟" وہ اس کے پاس آنے پر ذرا سا نرم پڑا تھا۔ اجالا نفی میں سر ہلا کر پلکیں موند گئی۔ دواؤں کے اثر سے اس کی پلکیں بوجھل ہو رہی تھیں۔ مصحف بے تاب سا اس کے ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔ رات میں اس کا بخار کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔ حلق خشک تھا اور بدن یوں ٹوٹ رہا تھا کہ نرم بستر پر ایک ہی کروٹ سے سونا بھی محال ہو گیا تھا۔ بہت بے بس ہو کر اس نے مصحف کا بازو تھاما تھا، جس کی ابھی کچھ ہی دیر پہلے آنکھ لگی تھی۔ "پانی۔" بہت بے بس پکار تھی، مگر وہ فوراً اٹھا اور پانی لے کر آیا۔ اجالا نے ایک ہی گھونٹ لے کر منہ موڑ لیا۔ "بخار بہت تیز ہو گیا ہے اجالا! میں کسی ڈاکٹر کا پتہ کرتا ہوں۔" "نہیں۔ بس آپ میرے پاس رہیں پلیز!" "بہت اسٹوپڈ لڑکی ہو تم، قسم سے۔" وہ جھنجلایا تھا۔ اجالا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں نے آپ سے کہا تھا مصحف! میں اس شادی سے خوش نہیں ہوں۔ کیونکہ کیونکہ میں کسی اور کو چاہتی ہوں۔ بکواس کی تھی میں نے۔
بچپنا تھا وہ میرا میرے اللہ نے اس سے بہتر لکھا تھا میری قسمت میں، پھر وہ کیسے مل جاتا مجھے؟ " " یہ بات اس وقت کیوں یاد آ گئی؟ " وہ سمجھ نہیں سکا تھا۔ اجالا نے آنکھیں بند کر لیں۔ " بس یونہی میں سوچ رہی تھی، نانو کو ساری حقیقت بتا دوں اور پھر ان سے کہوں کہ جہاں آپ چاہتے تھے، وہ وہاں آپ کی شادی کر دیں۔ " " سوچ تو بہت اچھی ہے۔ مگر پھر تمہارا کیا بنے گا؟ " " کچھ نہیں۔ میں اپنے ابا جی کے پاس رہ کر ان کی خدمت کروں گی۔
" " مگر تم نے تو کہا تھا، تمہارا دنیا میں کوئی نہیں۔ " اب وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ " ہاں۔ بس ایک ابا جی ہیں۔ وہ بھی سمندر پار۔ "
"چلو پھر، ابا جی کو واپس آنے دو، تب تک میں ایک ہی بیوی سے گزارہ کر لوں گا۔ "شرارت سے کہتے ہوئے اس نے پھر اسے اپنے برابر میں گرا لیا تھا۔ "
ویسے فرض کرو، اس رات جب تم بھاگ کر آئیں اور جس طرح سے تم نے ب نا سوچے سمجھے ایک اجنبی گھر میں پناہ لی، اس وقت اگر تمہارے ساتھ بہت کچھ غلط ہو جاتا تو؟ " " ہو سکتا تھا۔ بہت سی لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہر جگہ، ہر

کسی کو مصحف علی میر ملے، یہ ضروری نہیں۔ مگر اس وقت تو مجھے صرف اپنی عزت کی پروا تھی۔ وہ میری عزت چھین کر پھر موت کے گھاٹ اتارتے مجھے، اور یہ مجھے کسی طور گوارا نہیں تھا۔ ایسی حالت میں اپنے رب کے پاس جانے کا تصور ہی نہیں تھا میرے پاس۔ اسی لئے اگر سامنے سمندر بھی بچاؤ کے لئے ہوتا تو میں اس میں کود جاتی، ب نا جان کی پروا کئے۔ " " اور اگر اس وقت جس حال میں ہم لوگ بیٹھے تھے، ہمارے ہی ہاتھوں تمہاری عزت چلی جاتی تو؟ " " مجھے اپنے رب پر یقین تھا۔ جس پاک و بے نیاز ہستی نے تین دن ایک اوباش کے گھر میں محصور ہونے کے باوجود مجھے پاک رکھا، وہ آگے بھی میری عزت کی حفاظت کرتا۔
بس مجھے کوشش کرنی تھی اور وہی میں نے کی۔ " " ہاں۔ مگر تم نہیں جانتیں اجالا! میں کتنا اوباش ہوں۔ دنیا کا کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو میں نے نہ کیا ہو۔ تم جتنی پاک ہو، میں اتنا ہی غلیظ شخص ہوں۔ اسی لئے تو دور رہتا ہوں تم سے، نانو سے کہ کہیں میرے جسم سے اٹھتی سرانڈ تم دونوں پر میری حقیقت نہ کھول دے۔
میری سمجھ میں نہیں آتا اجالا کہ جب مومن مرد کے لئے مومن عورت اور بدکار مرد کے لئے بدکار عورت ہے تو تم مجھے کیسے مل گئیں؟ "

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اس میں بھی میرے اللہ کی کوئی حکمت ہو گی۔ ہو سکتا ہے، آپ نے کوئی ایسی نیکی کی ہو، جس کے صدقے اللہ نے مجھے آپ کی زندگی سنوارنے کے لئے بھیج دیا ہو۔" وہ اب مسکرا رہی تھی۔ مصحف نے اسے اور قریب کر لیا۔" پھر سنوارو نا یار! اب تو سب کچھ حقیقی ہے۔" اس کے انداز بدلے تھے اور اجالا حقیقی معنوں میں پہلی بار گھبرائی تھی۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"" ٹھیک ہو جائے گی قسم سے۔تم تو جانتی ہی ہو گی، شوہر کے کتنے حقوق ہیں بیوی پر۔"وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔اجالا کو اس کے سامنے شکست تسلیم کرنی پڑی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°

"ابا جی "اس روز وہ ضد کر کے مصحف کے ساتھ فیکٹری جا رہی تھی، جب راستے میں اس کی نگاہ غلام محمد صاحب پر پڑی تھی۔نورانی چہرے کے ساتھ، وہ چھڑی کے سہارے، تنہا کہیں جا رہے تھے۔وہ تڑپ اٹھی۔" مصحف! وہ وہ میرے ابا جی۔ پلیز گاڑی روکیں۔ مجھے ان سے ملنا ہے۔" وہ چونکا تھا اور فوراً بریک لگائی۔ اجالا گاڑی رکتے ہی بچوں کی طرح بے تابی سے باہر نکلنے لگی تھی، جب اس نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"اگر انہوں نے مجھ سے تمہاری شادی کو پسند نہ کیا تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گی؟

"کس موقع پر کیسا مشکل سوال داغ دیا تھا اس نے۔وہ کچھ پل خاموش رہی، پھر بنا کوئی جواب دیئے ہاتھ چھڑا کر بھاگ گئی۔ مصحف کو لگا جیسے اس پل اس کے اندر دھواں ہی دھواں بھر گیا ہے۔اس نے اپنے ابا کو پکارا تھا اور پھر روتے ہوئے ان کے سینے سے جا لگی تھی۔وہ چپ چاپ دیکھتا رہا۔ اگلے پانچ منٹ کے بعد وہ اپنے ابا جی کے ساتھ واپس پلٹی تھی اور اس کی طرف کھڑی پر جھکتے ہوئے بولی تھی۔

"مصحف! کیا آپ میرے ساتھ بھائی کے گھر چلیں گے؟ " اور جانے کیوں اس کا سر اثبات میں ہل گیا تھا۔غلام محمد صاحب راستے میں صرف اجالا سے ہی زیادہ بات کرتے رہے تھے۔ مقررہ مکان کے آگے گاڑی رکنے کے بعد جب وہ گیٹ کھول کر آگے بڑھے تو اجالا نے چپکے سے مصحف کا ہاتھ تھام لیا۔ سعد اس وقت گھر پر ہی تھا۔وہ ظہر کی نماز کے لئے ابھی نکلنے کا قصد ہی کر رہا تھا، جب ابا جی کے ساتھ اجالا کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔" اجالا" وہ صرف حیران تھا، غضب ناک نہیں ہوا تھا۔غلام محمد صاحب نے سکون سے بیٹھ کر اسے ساری بات سنا دی، جو اجالا راستے میں رو رو کر انہیں بتا چکی تھی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مصحف نے اس موقع پر خود کو غیر ضروری جانتے ہوئے شائستگی سے رخصت لے لی۔ سعد اب ساری بات سن کر رو رہا تھا۔" اس نے غلط کیا نا اباجی! مجھ پر اعتبار نہیں کیا، غیروں پر کر لیا۔ کیا میں اتنا جاہل تھا کہ کچھ بھی سنے بغیر اسے قتل کر ڈالتا، یا ہاتھ پکڑ کر گھر سے نکال دیتا۔ سات سال بڑی ہے یہ مجھ سے، کیا میں ایسا کر سکتا تھا؟ " " میں ڈر گئی تھی۔ پھر مجھے یہ بتایا گیا کہ تم یہ گھر چھوڑ کر کہیں جا چکے ہو۔"

"بکواس کی ہو گی کسی نے۔ میں نے تو سب کو یہی بتایا کہ تمہیں شہر سے باہر جاب مل گئی ہے اور تم وہاں شفٹ کر گئی ہو۔ تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا اجالا! کہ میرا کیا ہو گا۔ دو بار موت کے منہ سے بچ کر آیا ہوں میں۔" وہ اب بھی رو رہا تھا۔ اجالا نے اُس کے ہاتھ تھام لئے۔" مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے سعد! یقیناً تمہاری جگہ کوئی اور بھائی ہوتا تو کبھی میرا یقین نہ کرتا۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔ پلیز!" وہ رو پڑی تھی۔ سعد بھی روتا رہا۔" مجھے تم پر نہیں، اپنے رب پر یقین تھا۔ اور پھر انسان کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے اس کی زندگی میں۔ مجھے یقین تھا، تم کسی بھی حادثے کا شکار ہو کر مر سکتی ہو مگر اپنے ایمان اور وقار کا سودا نہیں کر سکتیں۔" کیسا پختہ یقین اور ایمان تھا اس کا اپنے رب پر۔ اجالا،

غلام محمد کی گود میں سر چھپائے دیر تک روتی رہی۔ سعد کی بیوی میکے گئی تھی، لہذا وہ دونوں بہن بھائی، غلام محمد صاحب کے بستر میں ان سے جڑے بیٹھے رات عشاء کی نماز کے بعد بہت دیر تک باتیں کرتے رہے تھے۔

اجالا نے انہیں غلام عباس کی فیملی اور مصحف و نانو کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ جواب میں سعد نے بتایا کہ بسمہ کی ڈیتھ ہو گئی تھی، اسے اس کے اوباش شوہر نے زہر کھلا کر مار دیا۔ جبکہ ندا نے ولید کے قتل کے بعد ایک ڈے کیئر سینٹر میں ملازمت کر لی تھی۔ وہ اتنی بدل گئی تھی کہ سعد بھی اسے نہ پہچان سکا۔ عباد ایک دو روز میں پاکستان آنے والا تھا۔ سعد بتا رہا تھا کہ ابھی کچھ روز پہلے اس نے تایا کو دیکھا تھا۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کا سودا کرنے والا وہ شخص، راستے میں بیٹھا اپنے سر میں خاک ڈال رہا تھا۔ اس رات اجالا نے تہجد کی نماز اپنے گھر میں اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ ادا کی تھی۔ غلام محمد صاحب کا اب بھی وہی حال تھا۔ مصلّے پر بیٹھے روتے رہے۔ اجالا کو بھول ہی گیا تھا کہ وہ پیچھے کچھ چھوڑ کر آئی ہے۔

مصحف جب سے اسے چھوڑ کر گیا تھا، بے چین تھا۔ بار بار سیل اٹھا کر دیکھتا کہ کہیں اس کی کال یا میسج نہ آیا ہو۔ نانو کو تو اس نے مطمئن کر دیا تھا مگر خود کو نہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کر سکا۔اندر جیسے آگ دہک اٹھی تھی۔کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔وہ فیکٹری بھی نہ جا سکا۔شہریار اپنی بیوی کے ساتھ مصروف تھا، حمزہ ملک سے باہر چلا گیا تھا اور شاہ میر، اس کے پاس اب ٹائم کہاں تھا۔

اس کا دل چاہا، وہ اپنے نظر انداز کئے جانے پر اسے کال کر کے خوب کھری کھری سنائے، جو اسے اپنوں میں بھول بیٹھی تھی۔ مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔نہ نیٹ میں دل لگ رہا تھا، نہ کسی لڑکی سے chat میں نہ جانے یہ سب کیا تھا؟ بہت دیر بستر پر کروٹیں بدلنے کے بعد، جب جب تکلیف بڑھتی گئی تو وہ اٹھا اور سیدھا واش روم میں گھس گیا۔اجالا نے کہا تھا، اللہ کی یاد میں سکون ہے، ٹھنڈک ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ بات کتنے فیصد صحیح ہے۔صرف اپنے مفاد کے لئے اس روز، بارہ سال کے بعد وہ اپنے رب کے حضور پیش ہوا تھا۔پہلے پہل بہت دماغ الجھا، ادائیگی بھی صحیح نہ ہوئی۔وہ اللہ کا نام لیتا اور تصور میں اجالا کا چہرہ آ کر اسے بھٹکا دیتا۔تاہم ایک گھنٹے کے بعد اس کی کیفیت نارمل ہو گئی۔اپنے خالق حقیقی کے ذکر میں وہ یوں کھویا کہ خود اپنے آپ کو بھی بھول گیا۔

زندگی میں پہلی بار اس رات وہ بہت رویا تھا، اپنی گمراہی پر، اپنی بے خبری پر۔بار بار یہ خیال آتا کہ اگر اسی حال میں اسے موت آ جاتی تو وہ اپنے رب کے پاس

کیا لے کر جاتا؟ صبح فجر کی نماز کے بعد اسے لگا کہ پرانے مصحف علی میر کی موت ہو گئی ہو اور اس کے اندر ایک نئے مصحف علی میر نے جنم لیا ہو۔وہ مصحف علی میر، جس پر اس کے رب نے آگاہی کے در وا کر دیئے ہوں، جو اپنی حیثیت، اپنی اوقات اور اپنے رب کا مقام جان گیا ہو۔وہ رب کہ جس نے رات اس کے تڑپتے دل کو سکون بخشا تھا۔صبح نماز کے بعد ابھی وہ بستر پر لیٹا تھا کہ اجالا کی کال آ گئی۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔کیسی ہو؟" اس کا لہجہ بھاری ہو رہا تھا۔وہ چونک گئی۔" بہت خوش۔آپ کیسے ہیں؟ اور رات میرے بغیر نیند آئی کہ نہیں؟ " "نہیں۔" کتنی سادگی سے اعتراف کر لیا تھا اس نے۔وہ ہنس پڑی۔

"پھر تو اب عادت ڈالنی پڑے گی۔کیونکہ میرے ابا جی کو میرے لئے اپنے جیسا پرہیزگار لڑکا پسند ہے۔اگر تم اب بھی نہیں سدھرو گے تو وہ مجھے تمہارے پاس نہیں بھیجیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔اپنے ابا جی سے کہو، مجھے کچھ دنوں کی مہلت دیں۔" "کتنے دنوں کی؟" دوسری طرف وہ مذاق میں لے رہی تھی۔"بس کچھ دنوں کی۔ صبح میں شہر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے باہر جا رہا ہوں۔ تم پلیز ابا جی کے ساتھ گھر واپس آ جانا۔ نانو اکیلی ہوں گی۔ میں کچھ روز میں واپس لوٹ آؤں گا۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے سیل آف کر دیا تھا۔ اجالا الجھ کر رہ گئی۔ اگلے روز وہ اس کی گھر واپسی سے پہلے ہی نکل چکا تھا۔ نانو دیر تک غلام محمد اور سعد سے ماضی کی باتیں کرتی رہیں۔

ایک دن، دو دن، تین دن، وقت جیسے پَر لگا کر اڑا رہا تھا اور ادھر اجالا کی جان پر بنی تھی۔ اس روز اس کی طبیعت بہت خراب تھی۔ بڑی مشکل سے نانو کے ساتھ ہسپتال گئی تو وہاں ملنے والی خوشخبری نے اسے رلا دیا۔ وہ امید سے تھی اور اس کے محبوب کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔ اب تو نانو بھی بہت متفکر رہنے لگی تھیں۔ اجالا کو لگا، جیسے اس کا ضبط ٹوٹنے لگا ہو۔ مصحف کے بغیر اتنے دن وہ جس عذاب میں کاٹ رہی تھی، یہ محض اس کو پتہ تھا یا اس کے پاک رب کو۔ نماز میں بھی اب اس کا دل پہلے کی طرح نہیں لگ رہا تھا۔

اس روز تھک ہار کر وہ نماز میں رو پڑی تھی۔ ہر دعا صرف مصحف کے لئے مانگتے ہوئے وہ پھر سے اپنے رب کے سامنے جیسے ضدی بچی بن گئی تھی۔ "اے اللہ! تو جانتا ہے، میں بہت گناہ گار ہوں۔ میرا ایمان اتنا مضبوط نہیں کہ تیرے ذکر کی پناہ کے بعد میں ہر چیز سے غافل ہو جاؤں۔ تیرا کرم ہے مجھ پر۔ تیرا رحم ہے۔

مجھ گناہ گار کو اور مت آزما۔ اے اللہ! ہم لڑکیاں بہت کمزور ایمان، بہت کمزور نفس کی مالک ہیں۔ ہماری زندگی میں جب تک کسی ایک سچے مخلص ساتھی کا سہارا میسر نہیں آتا، بھٹکتی رہتی ہیں، سکون نہیں ملتا۔ تو نے اپنے کرم سے مجھے ہر عذاب اور مصیبت سے محفوظ رکھا ہے، اب بھی میرے ایمان کا بھرم رکھ لے میرے مولا! میرے سچے مخلص ساتھی کو واپس بھیج دے۔" صبح فجر کی نماز میں اس نے دعا مانگی اور شام میں وہ لوٹ آیا۔ بڑھی ہوئی داڑھی، سر پر ٹوپی، نور سے دمکتا چہرہ اور سادہ لباس۔ وہ جو نانو کے لئے پرہیزی کھانا بنا رہی تھی، اسے اس حال میں دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ "کیسی ہو پرنسز؟" وہ مسکراتے ہوئے قریب آیا تھا۔ اجالا کی آنکھیں بھر آئیں۔ نانو البتہ اُس کے لتے لینے لگی تھیں۔ جواب میں وہ انہیں گلے لگا کر اپنی جماعت کا احوال سنانے لگا۔ اجالا کو لگا جیسے اس کا دل رُک جائے گا۔ کیا تھا اس شخص میں کہ وہ زندگی بن گیا تھا۔ آنسو تھے کہ اسے اتنے دنوں کے بعد مقابل دیکھ کر روکے نہ رک رہے تھے۔ وہ نانو کو مطمئن کرنے کے بعد اس کے بازو پکڑ کر اسے کمرے میں لایا تھا۔

"میرا خیال تھا، اتنے دنوں کے بعد تم مجھے سامنے دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی۔ مگر یہاں تو آنسو ہی نہیں رک رہے۔ کیا مجھے نہیں آنا چاہئے تھا؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہاں۔ نہیں آنا چاہئے تھا۔ کیونکہ تم بہت برے ہو۔" وہ روتے ہوئے دھاڑی تھی۔ جواباً وہ مسکرا دیا۔ "یا اللہ! جب برا تھا، تب خوش تھیں۔ اب ہدایت کا راستہ پا لیا ہے تو رو رہی ہو۔" "بھاڑ میں جائیں میری طرف سے۔ میرا کوئی واسطہ نہیں آپ سے۔" "کبھی تم، کبھی آپ۔ لگتا ہے لڑکی! تمہارا دماغ چل گیا ہے میری جدائی میں اور توبہ استغفار! کچھ تو سوچو، کہاں بھیج رہی ہو مجھے؟" اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے محبت سے اسے ساتھ لگایا تھا۔ جواباً وہ خاموشی سے روتی رہی۔

"خود ہی تو کہا تھا یار! کہ ابا جی کو پرہیزگار لڑکا پسند ہے۔ مجھ سے پوچھو، پرہیزگار بننے کے لئے یہ تین ماہ کیسے گزارے ہیں۔ بہت مشکل ہے اجالا! برائی سے دامن چھڑا کر کامیابی کے راستے پر چلنا اور پھر اس پر ڈٹے رہنا۔ بہت مشکل ہے۔ قدم قدم پر شیطان پاؤں تلے سے زمین کھینچنے آتا ہے اور قدم قدم پر ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اب تم جیسی اچھی لڑکی کے قابل بننے کے لئے یہ جنگ تو ضروری تھی نا۔ نفس کے خلاف جنگ اب تو تمہارے ابا جی مجھے ریجیکٹ نہیں کریں گے نا؟"

وہ اسے بہلا رہا تھا۔ اجالا نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "جزاک اللہ! چلو اب پلیز چپ کر جاؤ نا۔ وہ نانو کسی خوشخبری کا ذکر کر رہی تھیں۔ ذرا بتانا مجھے، کیا خوشخبری ہے؟" "تمہارا سر۔" سر اٹھا کر خفگی سے کہتی وہ اس کے حصار سے نکل گئی تھی۔ جبکہ مصحف کھل کر ہنستا اس کے پیچھے لپکا تھا۔ اسے امید ہی نہیں، یقین بھی تھا کہ وہ اپنی محبت سے اسے منا لے گا۔ اس لڑکی کو کہ جو واقعی اجالا بن کر اس کی بے مقصد اور تاریک زندگی کو منور کر گئی تھی۔

ختم شد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com